ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۸ رمئی ۱۹۸۲ء
ڈیڑھ روپیہ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

محدث کبیر برکۃ العصر

حضرت الشیخ محمد زکریاؒ انتقال فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کا پیاں پریس جا چکی تھیں کہ دار ہجرۃ رسول (صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم) سے یہ خبر آئی کہ نور چشمان اکابر، محدث کبیر، برکۃ العصر، مخدوم العلماء حضرت الشیخ محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی انتقال فرما گئے اور لاتعداد صحابہ وصلحاء کے جوار میں بقیع غرقد میں انہیں دفن کر دیا گیا۔

علم و معرفت کی سرزمین کاندھلہ کا وہ نونہال جس نے ابوحنیفہ ثانی، جنید زمانہ، حضرت قطب العصر مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کی گود میں پرورش پائی۔ جس کی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار فاضل اجل حضرت مولانا محمد یحییٰ اور عم بزرگوار بانی تحریک تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس ــــ اور آخر میں زبدۃ المحدثین، شارح ابی داؤد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی رحمہم اللہ تعالےٰ جیسے اساطین ملت کی نگرانی میں ہوئی۔ جو اپنے دور کا بلاشبہ سب سے بڑا محدث تھا جس کی نگاہِ فیض

بزمِ علم و معرفت سُونی ہو گئی!

نے لاکھوں کی زندگی میں انقلاب بپا کر دیا ــــ حدیث یار جس کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ بخاری اور موطا امام مالک کا شارح، ابوداؤد کی شرح میں اپنے شیخ امام خلیل احمد کا دست و بازو، امام مدنی و حضرت رائے پوری کا ہم نشین و ہم جلیس ــــ ہندوستان سے لے کر پاکستان، انگلینڈ اور خود حجاز مقدس میں بالخصوص اس کی رمضان کی محافل ایسی ہوتیں کہ قرونِ اولیٰ کی خانقاہیں یاد آ جاتیں ــــ کئی سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم تھے اور سرزمین طیبہ میں آخری آرام گاہ کے لئے دو گز زمین کے طالب ــــ اس دوران اِدھر اُدھر کے متعدد سفر ہوتے جن کا مقصد لوگوں کی تربیت تھی لیکن اس کے رب نے اس کی درخواست اور التجا کو سنا، اس کی تمنا کو شرف قبولیت سے نوازا اور وہ اپنے آقا کے شہر میں ابدی نیند سو گیا ــــ طاب حیاً و طاب میتاً ــــ غم و اندوہ کے عالم میں یہ سطور لکھیں۔ ان پر بہت کچھ لکھنا ہے اور مسلسل۔ خدائے قادر و کریم کی ڈھیروں رحمتیں ان پر نازل ہوں اور ان کے علوم و معارف سے یہ دنیا ہمیشہ سیراب ہو۔

غم زدہ: علوی یکم شعبان ۱۴۰۲ھ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان
جلد ۲۷ شمارہ ۴۸
جمعۃ المبارک ۴ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ
رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمن علوی
عبد الرشید انصاری کراچی
ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی
دفاتر
کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ، بھیم پورہ ... کراچی
لاہور: خدام الدین مرکز، اندرون شیرانوالہ دروازہ، فون ۶۲۹۱۲
بدل اشتراک
سالانہ ــــ ۶۵ روپے
ششماہی ــــ ۳۳ روپے
سہ ماہی ــــ ۱۷ روپے
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ
سالانہ خریداری برائے غیر ممالک
بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ــــ ۲۰۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن، شام ــــ ۲۴۰ روپے
انگلینڈ، یورپ ــــ ۲۹۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا ــــ ۲۶۵ روپے
افریقہ (بر اعظم) ــــ ۴۰۵ روپے
ہندوستان، افغانستان ــــ ۱۶۰ روپے
ناشر: مولانا عبید اللہ انور طابع الٰہی بخش
مطبع کاسموپرنٹرز ۴۸۰۔ ڈی موری گیٹ لاہور

پابندی

جنگ اور نوائے وقت کے دفاتر پر پچھلے دنوں طلباء کی ایک تنظیم نے حملہ کیا جس کے نتیجہ میں اخبارات کے دفاتر بالخصوص جنگ کا اچھا خاصا نقصان ہوا۔ اس حملہ کے بعد انتظامی ادارے حرکت میں آئے کئی ایک طلباء گرفتار ہوئے ــــ کئی دن تک طلباء اور پولیس میں الجھاؤ کی کیفیت جاری رہی اور اب جا کر صورت حال کچھ بہتر ہوئی۔

اس ضمن میں چند گذارشات پیش خدمت ہیں :۔

○ ہم نے اس حملہ کو کھلی فسطائیت قرار دیا۔ طلباء عزیز کے کسی گروپ کو اخبارات سے اگر شکوہ تھا کہ انہوں نے صحافتی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کیا تو ان کے احتجاج کا بہر طور یہ طریقہ نہ تھا اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علم و تعلیم کے متلاشی ہاتھ میں کاغذ قلم کے بجائے سٹین گن اور رائفل لئے پھرتے ہیں تو ہمیں از حد حیرت ہوتی ہے کہ ایسا کیوں ؟

○ اخبارات کے رویہ سے ہمیں شکایت ہے اور بہت زیادہ ــــ پریس قومی زندگی میں اہم رول ادا کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ رنگا رنگ عریاں تصاویر کی اشاعت ہمارے اخبارات کا مقصد زندگی قرار پایا ہے، جرائم کی خبریں نمک مرچ لگا کر شائع کرنا آج کی سب سے بڑی صحافتی خدمت ہے، صدر کو چھوڑ کر سارے اخبار کو گروہی مفادات کے لئے استعمال کرنا حتیٰ کہ خبروں تک میں اسی قسم کا رویہ اختیار کرنا آج کے اخبارات کی معراج ہے ــــ بھلا بتائیں یہ کیا خدمت ہے ؟

○ اس دوران بحث چھڑی جس میں بھانت بھانت کی بولیاں بولی گئیں۔ کسی نے کہا طلبہ کے پاس موجود اسلحہ واپس لیا جائے، کسی نے

کچھ کہا اور کسی نے کچھ ۔ طلبہ تنظیموں پر پابندی کی بات بھی ہوتی ـــــ ہماری ذاتی رائے بالکل واضح ہے کہ طلبہ کی تنظیمیں ختم کی جائیں ـــــ یہ نونہال تعلیمی اداروں میں پڑھنے آئے ہیں گروہی سیاست کا زہر پھیلانے نہیں ـــــ افسوس کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں کی ایک کھیپ نے نئی نسل پر بے حد ظلم کیا اور ان کے تعلیمی اوقات اس طرح ضائع کئے کہ توبہ بھلی ۔ ہماری رائے یہ ہے کہ طالب علم صرف طالب علم ہونا چاہئے اور بس ۔ سیاسی مار دھاڑ کے لئے بڑا وقت ہے اور ہم اس پر مزید حیران ہوتے ہیں جب یہ دیکھتے ہیں کہ ملک جنرل انتخابات کا متحمل نہیں لیکن ہر کارخانہ ، ہر تعلیمی ادارہ ، ریلوے ، پی ، آئی اے ، روڈ ٹرانسپورٹ وغیرہ سب اس کے متحمل ہیں ۔ طلبہ کو اس زہر سے بچانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ۔

○ بعض آوازیں ایسی اٹھیں کہ ان طلبہ تنظیموں پر پابندی لگائی جائے جو فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہی ہیں ـــــ حیرت ہوئی کہ یہ آواز انہوں نے لگائی جو فرقہ واریت کے سب سے بڑے پرچارک ہیں ۔ جنہوں نے اپنی دکان سیاست چمکائی ہی فرقہ واریت کی بنیاد پر ہے اور اس بھونڈے اور لایعنی مقصد کے لئے انہوں نے نہ خدا کے گھروں کو چھوڑا نہ بزرگانِ سلف کے مزارات کا تقدس قائم رکھا ـــــ انتظامی مشینری سے لے کر تعلیمی اداروں تک ہر جگہ انہوں نے یہ زہر پھیلایا ، پھیلا رہے ہیں اور اسی کو اپنی معراج سمجھتے ہیں ۔ وہ فرقہ واریت کی پرچارک طلبہ تنظیموں پر پابندی کا مطالبہ کریں ۔ حیرت ہے ؟ بہرطور ہم ان کے اس مطالبہ کے حامی ہیں اور دل سے ـــــ اور اس کے ساتھ ہی یہ اضافہ کرتے ہیں کہ نہ صرف ایسی طلبہ تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے بلکہ ہر دائرہ میں اس قضیہ کو ختم کیا جائے اور ملک کا کاروبار اصولوں اور نظریات کی بنیاد پر چلایا جائے نہ کہ عوام کے جذبات بھڑکا کر ـــــ

صدر صاحب انتخابات اس وقت کرائیں گے جب ملک میں ۲ ـ ۳ سیاسی پارٹیاں رہ جائینگی ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعتیں کم سے کم ہوں اور وہ محض اسی طرح ممکن ہے کہ اصولوں کی بنیاد پر ہوں نہ کہ سستی شہرت اور عوام کے جذبات پر ـــــ کیونکہ قائدین کا کام لوگوں کے پیچھے چلنا نہیں ہوتا عوام کی صحیح رہنمائی ہوتی ہے ۔

امید ہے کہ یہ مختصر معروضات کسی کام آسکیں گی ۔

علمی ۱۷ رمئی ۱۹۸۲ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں ، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ارشاد نبوی

● عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ
۱ ـ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ
۲ ـ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ
۳ ـ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ
۴ ـ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدًا وَّ طُھُوْرًا
۵ ـ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً
۶ ـ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ ـــــ (مسلم شریف)

● ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول ولا نبی بعدی

● عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سیکون فی امتی ثلثون کذابون
وفی البخاری دجالون کلھم
یزعم انہ نبی
وانا خاتم النبیین
لا نبی بعدی ۔
ـــــ (رواہ مسلم ۔ ترمذی ۔ بخاری)

● سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے ۔
۱ ـ میں جامع کلمات دیا گیا ہوں ۔
۲ ـ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ۔
۳ ـ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ۔
۴ ـ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزگی حاصل کرنیوالی بنا دی گئی
۵ ـ میں تمام مخلوق کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔
۶ ـ مجھ پر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ۔

● رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے ۔ میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ۔

● حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ـــــ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔
عنقریب میری امت میں تیس کذاب اور دجال پیدا ہوں گے ۔
ان میں سے ہر ایک یہ دعوٰے کرے گا کہ میں نبی ہوں ، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں ـ اور میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا ۔

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

اولیاء اُمّت

جانشینِ شیخ التفسیر پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ !

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ - صدق اللہ العلی العظیم

محترم حضرات و معزز خواتین!

گذشتہ صحبت میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ سے متعلق چند گذارشات پیش کی تھیں۔ اُن سمیت کتنے ہی صوفیاء اور اولیاء تھے جو مختلف اطراف سے برصغیر میں وارد ہوئے اور یہاں آکر لوگوں کو اللہ کا نام سکھایا۔ حضرت السید علی ہجویری لاہور میں تشریف لائے آپ نے اللہ کا نام سکھلایا، توحید کی دعوت دی۔ ان کی کتاب کشف المحجوب موجود ہے۔ اس کو پڑھ کر دیکھا جا سکتا ہے کہ آپ نے دین اسلام سے متعلق کس طرح کا تصور پیش کیا ـــــ اس کتاب میں گنج بخش و رنج بخش اللہ تعالےٰ کی ذات کو بتلایا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ داتا اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ سجدہ کا جہاں تک معاملہ ہے وہ ظاہر ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس کی ذات کے بغیر کسی کے لئے سجدہ کی اجازت نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے جب سجدہ کی اجازت مانگی گئی تو آپ نے سختی سے روکا اور فرمایا کہ عبادت صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے۔

یہی بات ہر اس مصلح، صوفی اور ولی نے کہا جو واقعتہً اس میدان کا آدمی تھا۔ میں ان لوگوں کی بات نہیں کر رہا جو فرائض و سنن سے بے نیاز لنگوٹی باندھ کر منشیات کا دھندا کر کے لوگوں کو خراب کرتے ہیں۔ میں ان بندگانِ خدا کی بات کر رہا ہوں۔ جو فرائض کے پابند، شب بیدار، سنتِ رسولؐ پر عمل کرنے والے اور عملِ خیر کے حریص ہوتے ہیں، وہ لوگ جن کی زندگیاں یادِ الٰہی میں خرچ ہوتی ہیں، جو رات کو مصلّٰی پہ ہوتے ہیں تو دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر، جو ہر باطل کے دشمن اور ہر منافقت و بے راہ روی کے خلاف نبرد آزما رہتے ہیں، جو حکمرانوں کے آستانوں سے دور اور اہل دنیا سے نفور ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہیں ولی کہا جاتا ہے انہی کا اس آیت میں تذکرہ ہے کہ یہ لوگ خوف و حزن سے بالکل مامون ہوتے ہیں ان کے دل میں ڈر ہوتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر کا، وہ جھکتے ہیں تو محض اللہ کے آگے۔ اور اس آیت سے متصل اللہ تعالےٰ نے فرمایا الذین اٰمنوا وکانوا یتّقون یہ لوگ صاحب ایمان اور اہل تقویٰ ہوتے ہیں، اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تقویٰ نام ہے اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے کا۔ اپنی روح اور اپنے جسم کو خدا کی مخالفت سے بچانے کا، اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے محفوظ رہنے کا ـــــ پھر ارشاد ہوا لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی

(باقی ۹ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب: علوی

سیرتِ نبوی قرآنی

آنحضرت علیہ السلام کے معجزات و دلائل

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اَوَلَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ - (عنکبوت)

محترم حضرات و معزز خواتین!

سیرتِ رسول علیہ السلام کے ضمن میں ایک اہم باب معجزات و دلائل کا ہے۔ اور کہنا چاہئے کہ یہ مسئلہ شاید ہر نبی کی زندگی کا لازمی جزو رہا ہے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت یونس، حضرت شعیب، حضرت لوط، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے متعدد معجزات قرآن عزیز میں موجود ہیں۔ اس لئے جو سرورِ انبیاء و سردار رُسل ہے اس سے کوئی معجزہ سرزد نہ ہُوا ہو، ناممکن ہے؟

معجزہ کیا ہے؟

معجزہ کا لفظ بہت بعد کی اصطلاح ہے جسے علمی اور کلامی اصطلاح کہنا چاہئے۔ قرآن عزیز نے اس کے لئے جو لفظ استعمال کیا تھا وہ ہے "آیت"۔ بڑا جامع لفظ ہے معنوی دلائل ہوں یا خارجی خوارق سب ہی اس میں آتے ہیں۔

حضور سرور کائنات علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ تو قرآن عزیز ہے جو دوسرے معجزات کی طرح وقتی اور ہنگامی نہیں بلکہ مستقل اور دائمی ہے۔ اس کتاب کا کمال یہ ہے کہ اس نے خود اپنے متعلق بار بار تمدّن آمیز انداز میں اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں انسانوں کا کلام نہیں، اللہ کا کلام ہوں۔ ایسا کلام جس کی نظیر ممکن نہیں۔ اور اگر منکرین رسالت یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلام رسولِ برحق کا گڑھا ہُوا ہے تو اس کی ساری سورتوں کا نہیں دس سورتوں حتّٰی کہ ایک سورت کا جواب و مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ تنہا تنہا نہیں سارے مل کر اور اپنے نام نہاد معاونین، معبودوں اور ٹھاکروں کو ساتھ لے لیں اور یہ چیلنج وقتی نہیں قیامت تک ہے۔

جاہل اقوام کا مطالبہ

جاہل اقوام معجزہ سے مراد صرف یہی لیتیں جو مادی ہو خارق عادت ہو یا خارجی عجوبہ ہو۔ عرب کے جاہلوں نے بھی حضور علیہ السلام سے یہی مطالبہ کیا تھا اس پر ارشاد ہُوا "کیا ان لوگوں کے لئے یہ نشانی کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اتاری جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے" (عنکبوت)

اہل علم میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ قرآن کا اعجاز کیسا ہے؟ فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے نظم کلام کے اعتبار سے، پیشین گوئی اور غیبی اخبار کے

لحاظ سے اپنے احکام کی جامعیت اور اپنی تعلیمات کی بلندی کے اعتبار سے! اسی طرح ہر ایک نے اپنے ذوق کے مطابق بات کہی لیکن قرآن کے الفاظ ایسے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے یہ بات ہر پہلو سے ہے اور سرکارِ دو عالم کے الفاظ بھی ایسے ہیں گویا یہ بات ہمہ پہلو ہے۔ اس لئے سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ جنّ و بشر سارے مل کر، پورا زور لگا کر قرآن کا مقابلہ کر گذریں۔ پھر سورۂ ہود میں دس سورتوں کا مطالبہ ہوا تو آخر میں بقرہ میں محض ایک سورۃ کی بات ذکر ہوئی۔ اور سورۂ یونس میں بھی ایسی ہی بات ارشاد فرمائی۔ حتیٰ کہ ایک آدھ فقرے تک بات آ گئی سورۂ طور میں ہے:۔

"کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن نبی نے اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ایمان سے محروم ہیں یہ اس کی سی ایک بات تو لے آئیں اگر یہ سچے ہیں۔"

یہ چیلنج اور تعدی زمانہ رسالت سے متعلق نہیں تھی اب تک ہے قیامت تک ہوگی لیکن وہ جو قرآن نے سورۂ بقرہ میں کہا تھا:۔

"کہ تم لوگ ایسا نہ کر سکے اور آئندہ بھی کبھی نہ کر سکو گے۔" (بقرہ)

تو وہ بات صحیح ہے۔۔۔

قرآن کا اعجاز اب تک یاروں کو کہہ رہا ہے آؤ میرا مقابلہ کرو!

قرآن کے ساتھ دوسری کتابیں

قرآن سے متعلق اتنا بڑا دعویٰ صرف سرورِ دو جہاں علیہ السلام کی زبان سے ہوا ورنہ کس میں دم خم ہے اور کس کے متعلق ایسی بات ہے۔ ہاں قرآن جو تمام انبیاء کی عزتوں کا محافظ ہے اس نے ایک جگہ سورۂ قصص رکوع ۵ میں اپنے ساتھ توریت کو شامل کر لیا۔ اور کہا کہ کوئی کتاب آسمانی پیش کرو جو ہدایت نامہ کی حیثیت سے ان دونوں سے بڑھ کر ہو؟۔۔۔

اور بات سچی ہے پچھلی قوموں نے اپنی کتابوں کے حلئے بگاڑے اور کیا کیا ورنہ ہمارا ایمان ہے کہ توریت وغیرہ آسمانی کتابیں اپنی اصلی شکل میں آج سامنے آ جائیں تو ان کو نازل کرنے والے کا رنگِ قدرت پوری طرح چھلکتا ہوگا۔۔۔۔ قرآن کے اعجاز کی عمومی بحث کے ساتھ کہیں کہیں خاص عنوانات سے گفتگو ہے۔ مثلاً بلسان عربی مبین یا قرآن یا قرآناً عربیاً غیر ذی عوج کر ان میں اس کی فصاحت کا ذکر ہے تو "نور" "کتاب مبین" "ھدی للمتقین" "یھدی للتی ھی اقوم" وغیرہ میں اس کے رشد و ہدایت کے پہلو پر زور ہے اور "بل ھو شاعر" یا "ان ھذا الا سحر مبین" جیسی آیات میں منکروں کی زبان سے اس کی تاثیر کا اعتراف کرایا۔ الغرض کتاب کا یہ معجزہ صاحب کتاب کی زندگی کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ حتیٰ کہ نبوّت کی پوری تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔

ایک اور معجزہ

قرآن نے آپ کا ایک معجزہ یہ ذکر کیا کہ جب آپ راہِ [illegible] میں قتال کے لئے نکلے تو دشمن کی تعداد زیادہ جنگی قوت زیادہ لیکن فرشتوں سے سکینت کے ذریعہ اور دوسرے انداز سے غائبانہ مدد ہوئی۔ غزوہ حنین کی اس قسم کی امداد کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے "فانزل اللّٰہ سکینۃ علی رسولہ و علی المومنین" الخ غزوہ احزاب کی امداد کا ذکر سورۂ احزاب میں ہے کہ "دشمن کی فوجوں کے بالمقابل اللہ نے تیز ہوا بھیجی اور ایسے لشکر جو تمہیں نظر نہ آتے تھے غزوۂ بدر کے سلسلہ میں بالتصریح فرشتوں کی امداد کا ذکر الانفال میں ہے اور احد کی امداد فرشتوں کے ذریعہ آل عمران میں۔ نزول ملائکہ کے ساتھ ساتھ

دلوں میں سکینت کا نازل ہونا۔ دشمنوں پر مخالف ہوا کا چلنا، بارش سے لشکر اسلام کو نفع پہنچنا، تھکے ماندے مسلمان فوجیوں پر غنودگی طاری ہونا، یہ سب باتیں قرآن میں موجود ہیں اور یہ امداد محض جنگ و قتال تک محدود نہیں۔

سورۂ انفال میں ہجرت کے وقت آپ کے قتل کی منصوبہ بندی کے بالمقابل الٰہی تدبیروں کا ذکر ہے۔ ہجوم اعداء کے وقت اللہ کی حفاظت کا ذکر ہے "واللّٰہ یعصمک من الناس" (المائدہ) ایسی ہی تشفی سورۂ طور میں ہے۔ آگے بڑھیں تو "شانِ امیّت" ہویدا ہوتی ہے کہ اس شان کے باوصف ایسا کلام لائے اور ایسی تشریح کی کہ سبحان اللہ!

سورۂ اعراف اور سورہ جمعہ وغیرہ میں "النبی الامّی" کا ذکر ہے اور سورۂ عنکبوت میں اس کی حکمت یوں بیان ہوئی کہ اگر یہ کلام انسانی ہاتھوں کا لکھا ہوا ہوتا تو اہل باطل شک کرتے۔ یعنی وہ کہہ سکتے کہ آدمی پڑھا لکھا ہے لکھ لکھا لیا ہوگا؟۔۔۔۔ اور شوریٰ میں یہ بھی بیان کر دیا کہ حصول نبوّت سے قبل کتاب و ایمان کو آپ نہ جانتے تھے۔ تاریخ کے قدیم واقعات جو قرآن میں ہیں ان کا ذکر کیا کہ آپ انہیں نہ جانتے تھے۔ (ہود)

حدیث و سیرت کی کتابوں میں شق قمر کا واقعہ ہے۔ سورۂ القمر کی ابتدا اس سے ہوتی ہے۔ اور شق صدر کا واقعہ ہے تو سورۃ الم نشرح میں اس کا ذکر ہے۔۔۔ اسی طرح سیرت کا عظیم واقعہ اسراء و معراج ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل اور اس کا ذکر ہے۔

چند در چند

متعدد واقعات ہیں جو پیش نہیں آئے لیکن قرآن کے صفحات پر ان کا ذکر ہے۔ مثلاً فتح خیبر، فتح مکہ (الفتح) عہدِ رسالت کے بعد کی فتح مندیاں اور کامیابیاں۔ زمانہ رسالت میں روم و ایران کی باہمی چپقلش۔ ایران کا غلبہ اور پھر اس کا ذلیل و خوار ہونا سورۂ روم میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس قسم کے واقعات سے اس طرح خبر دیتے کہ قریب والے حیران رہ جاتے۔ سورۂ تحریم میں بیویاں تعجب کرتی ہیں کہ مخفی بات کیسے معلوم ہو گئی تو قرآن نے جواب دیا "نبانی العلیم الخبیر" علیم و خبیر خدا نے مجھے خبر دے دی۔

قرآن کے اوراق میں غور کریں تو ایسے واقعات اور بھی متعدد ملیں گے اور حدیث میں اس کا بہت ذکر ہے۔ یہاں محض اشارات مقصود تھے اور سب سے بڑھ کر اس طرف توجہ دلانا کہ معجزات نبوی بالخصوص کلام مجید کے حقوق ہم پہچانیں کہ اسی سے ہماری عزت وابستہ ہے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ آل محمّد واصحاب محمّد۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ: مجلسِ ذکر

الآخرۃ۔ دنیا میں اور آخرت میں ان لوگوں کے لئے خوشخبریاں ہیں۔۔۔۔۔ جب انہوں نے اللہ تعالےٰ کی بخشی ہوئی زندگی، صلاحیتیں اور سب کچھ اس کی منشا کے مطابق گذارا تو اب اللہ کی عنایتیں، اس کا کرم اور اس کی طرف سے تسلی و تشفی اور طمانیت ان کا مقدّر قرار پائی۔

• تو عزیزانِ گرامی! اس محفل ذکر و فکر کا منشاء اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہمیں دولت احسان و تزکیہ نصیب ہو جائے ہم خدا کی یاد میں رچ بس جائیں۔ ہمارا دل اس کی یاد کا محور و مرکز بن جائے لیکن اس کا طریق وہی ہے جو ان اکابر و اعیان کا طریق تھا۔ ان کے نام پر ہونے والا گورکھ دھندا ایسا ہے کہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کی بات تو واضح اور صاف تھی جس کا دو لفظ خلاصہ حضرت اقدس

مولانا ابو الکلام آزاد

کا

صحنِ مسجد میں باغیانہ لیکچر

ترتیب و پیش کش ——— حافظ عبداللطیف عثمانی

۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ کو مولانا آزاد آزادیٔ ہند کی جدوجہد کے الزام میں زیرِ دفعہ ۱۲۴-الف تعزیرات ہند کلکتہ سے گرفتار کئے گئے۔ مولانا کی گرفتاری کوئی غیر متوقع امر نہ تھا تاہم ان پر لگائے گئے الزامات کی فہرست جو کہ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کی عدالت میں پیش کی گئی وہ یقیناً ایک قابلِ تعجب فعل ہے (میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا کیونکہ وہ پہلو طوالت سے خالی نہیں ہے اس جگہ میں) صرف مولانا کے اس تحریری بیان کے چند اقتباسات قارئین کی نذر کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے ۲۴ رجنوری سنہ ۱۹۲۲ کو مذکورہ عدالت کے سول جیل میں منعقدہ اجلاس میں پیش کیا جس کیس کو گورنمنٹ برطانیہ نے "صحن مسجد میں باغیانہ لیکچر" کا عنوان دیا تھا۔ (عثمانی)

آغازِ بیان

میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں لیکن ۶ رجنوری ۱۹۲۲ء کو جب میرا مقدمہ پیش ہوا تو میں نے دیکھا کہ گورنمنٹ مجھے سزا دلانے میں نہایت عاجز اور پریشان ہو رہی ہے۔ حالانکہ میں ایسا شخص ہوں، جس کو اس کی خواہش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملنی چاہیئے۔

اقرارِ جرم

ہندوستان کی موجودہ بیورو کریسی ایک ویسا ہی حاکمانہ اقتدار ہے۔ جیسا اقتدار ملک و قوم کی کمزوری کی وجہ سے ہمیشہ طاقت ور انسان حاصل کرتے رہے ہیں۔ قدرتی طور پر یہ اقتدار قومی بیداری کے نشو و نما اور آزادی اور انصاف کی جدوجہد کو مبغوض رکھتا ہے کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ اس کی غیر منصفانہ طاقت کا زوال ہے۔

اور کوئی وجود اپنا زوال پسند نہیں کر سکتا اگرچہ از روئے انصاف کتنا ہی ضروری ہو — میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ صرف انہی موقعوں پر بلکہ گذشتہ دو سال کے اندر بے شمار تقریروں میں اسی مطلب کے لئے اس سے زیادہ واضح اور قطعی جملے کہے ہیں۔ ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض ہے۔ میں فرض کی تعمیل میں اس لئے باز نہیں رہ سکتا کہ وہ ۱۲۴ الف کا جرم قرار دیا جائے گا۔ میں

اب بھی ایسا ہی کہنا چاہتا ہوں اور جب تک بول سکتا ہوں ایسا ہی کہتا رہوں گا۔

موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے!

یقیناً میں نے کہا ہے موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے۔ لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟ میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھ سے یہ توقع کی جائے کہ ایک چیز کو اس کے اصل نام سے نہ پکاروں۔ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں۔ میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ہوں یہی ہے ایسی ملفوظ صداقت جو اس سے کم ہو میرے علم میں کوئی نہیں۔ میں یقیناً یہ کہتا رہا ہوں کہ ہمارے فرض کے سامنے دو ہی راہیں ہیں۔ گورنمنٹ ناانصافی اور حق تلفی سے باز آ جائے اگر باز نہیں آ سکتی تو مٹا دی جائے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ یہ تو انسانی عقائد کی اتنی پرانی سچائی ہے کہ صرف پہاڑ اور سمندر ہی اس کے ہم عمر ہو سکتے ہیں۔ جو چیز بری ہے اسے یا تو درست ہو جانا چاہیئے یا مٹ جانا چاہیئے۔ تاہم میں کہنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ اعتقاد اس لئے ہے کہ میں ہندوستانی ہوں، اس لئے ہے کہ میں مسلمان ہوں، اس لئے ہے کہ میں انسان ہوں۔

شخصی اقتدار بالذات ظلم ہے

میرا اعتقاد ہے کہ آزاد رہنا ہر فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے کوئی انسان یا انسانوں کی گھڑی ہوئی بیورو کریسی یہ حق نہیں رکھتی کہ خدا کے بندوں کو اپنا محکوم بنائے۔ محکومی اور غلامی کے لئے کیسے ہی خوشنما نام کیوں نہ رکھ لئے جائیں۔

لیکن وہ غلامی ہی ہے اور خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے۔ پس میں موجودہ گورنمنٹ کو جائز حکومت تسلیم نہیں کرتا اور اپنا ملکی مذہبی اور انسانی فرض سمجھتا ہوں کہ اس کی محکومی سے ملک و قوم کو نجات دلاؤں۔ اگر قیدیوں کو اپنے ووٹ سے اپنا جیلر منتخب کر لینے کا اختیار مل جائے تو اس سے وہ آزاد نہیں ہو جائیں گے۔

میں مسلمان ہوں اور بہ حیثیت مسلمان ہونے کے بھی میرا مذہبی فرض یہی ہے۔ اسلام کسی ایسے اقتدار کو جائز تسلیم نہیں کرتا جو شخصی ہو یا چند تنخواہ دار حاکموں کی بیورو کریسی ہو۔ وہ آزادی اور جمہوریت کا مکمل نظام ہے۔ جو نوعِ انسانی کو کسی چھینی ہوئی آزادی واپس دلانے کے لئے آیا تھا۔

فیصلہ

میں نے نہایت احتیاط سے یہ تقریریں پڑھی ہیں اور ان پر کامل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ باغیانہ ہیں اور یہ کہ ملزم نے ان تقریروں کے ذریعہ گورنمنٹ کے قائم شدہ قانون کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے کی کوشش کی۔ میں ملزم کو حسب دعویٰ استغاثہ مجرم پاتا ہوں اور زیر دفعہ ۱۲۴ — الف تعزیراتِ ہند ایک سال قید بامشقت کی سزا دیتا ہوں۔

۹ رفروری ۱۹۲۲ء

ڈی

چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ۔ کلکتہ

نماز اسلام کا عظیم رکن

قرآنِ پاک کی آیات کی روشنی میں

از: حضرۃ حجۃ الاسلام امامِ اہلسنت حضرۃ مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی

نماز نہ قائم کرنا مشرکانہ فعل ہے

آیت ۸ : وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط (اتل ما اوحی، سورہ روم)

ترجمہ: اور قائم کرو نماز اور نہ ہو مشرکوں میں سے۔

ف: اس آیت سے نہایت سخت تاکید نماز کی ثابت ہوئی اور بڑی سخت تہدید نماز نہ قائم کرنے والوں کو فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ قائم کرنا مشرکانہ فعل ہے۔ (معاذ اللہ منہ)

قرآن مجید میں نماز کا حکم اکثر و بیشتر قائم کرنے کے لفظ سے دیا گیا ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ یقیمون الصلوٰۃ۔ اقاموا الصلوٰۃ مقیمی الصلوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔ پس ضرور ہے کہ اس لفظ میں کوئی خاص بات ہے۔

زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ عرب کا ایک خاص محاورہ تھا کہ "قامت السوق" (بازار قائم ہو گیا) اور یہ لفظ اس وقت بولتے تھے جب بازار اپنی رونق پر آ جاتی۔ قرآن کریم میں اسی محاورہ کا استعمال نماز کے لیے کیا گیا کہ نماز قائم کرو، یعنی پوری رونق کے ساتھ نماز پڑھو۔

نماز کی آراستگی اور رونق بغیر ان چار باتوں کے نہیں ہوتی جن کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا۔ شیخ الاسلام، حافظ الحدیث ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں: وھذہ الایۃ مما استدل بہ من یری تکفیر تارک الصلوٰۃ لما یقتضیہ مفھومھا واجیب بان المراد ان ترک الصلوٰۃ من افعال المشرکین فورد النھی عن التشبہ بھم لا ان من وافقھم فی ترک صار مشرکا وھی من اعظم ما ورد فی القرآن من فضل الصلوٰۃ۔

ترجمہ: یہ آیت ان دلائل میں سے ہے جن سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو تارک الصلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں، کیونکہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ترکِ نماز مشرکوں کا فعل ہے، لہٰذا ان کے تشبہ سے منع کیا گیا ہے نہ یہ کہ جو اس فعل کا مرتکب ہو وہ مُشرک ہو جائے۔ یہ آیت فضائل نماز کی سب آیات سے زیادہ مکمل ہے۔"

یہ ناچیز کہتا ہے کہ ترکِ صلوٰۃ تو بڑی بات ہے۔ آیت میں تو نماز کے قائم نہ کرنے کو مشرکانہ فعل فرمایا ہے، یعنی پڑھتا ہو، مگر بے رونق نماز اس کی تہد[...] ہے جیسا کہ ایک اور آیت سے جو آ[...] آئے گی معلوم ہو گا کہ مشرکوں کا فعل ص[...] ترک صلوٰۃ نہ تھا، بلکہ نماز کے بے رون[...] اور خراب طریقہ سے پڑھنا بھی ان کا فع[...] تھا۔

حدیث: عن عبداللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نوراً و برھاناً و نجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نوراً ولا برھاناً ولا نجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون و فرعون و ھامان و ابی بن خلف۔ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ ابنِ عمرو بن العاص رض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو نماز کی حفاظت کریگا قیامت کے دن اس کے لیے نُور ہو گا بُرھان ہو گا، نجات ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے یعنی بالکل نہ

[...]ھے یا پڑھے، مگر بے رونق مُشرکانہ [...]یقے سے) تو نہ اس کے لیے نُور ہو [...]نہ برہان نہ نجات اور وہ قیامت کے [...] قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف [...] ساتھ ہو گا۔ یہ حدیث مُسند امام [...]د اور دارمی اور بیہقی کی کتاب "شعب [...]یمان" میں ہے۔

ف: قارون، فرعون، ہامان [...] کا ذکر حدیث میں ہے وہ مشہور [...]ر ہیں جن کی سرکشی و بدحالی کا ذکر [...]ن مجید میں بیش از بیش ہے اور ابی [...] خلف وہ نامراد ہے جس کو حضرت [...] للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود اپنے [...]ت مبارک سے قتل کیا۔ اس کی شقاوت [...] کوئی کافر اس کا ہم پلّہ نہیں۔

آیت: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا [الزَّ]کٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ [خَ]یْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ [بِمَ]ا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ط (الم۔ سورہ بقر)

ترجمہ: اور قائم کرو نماز اور ادا کرو [زکوٰ]ۃ اور جو بھلائی بھیجو گے اپنی جانوں [کے] لیے اس کو اللہ کے پاس (موجود) پاؤ[گے] (یعنی یہ نیکیاں تمہاری ضائع نہ ہوں [گی]) بے تحقیق جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ [اس] کو دیکھ رہا ہے۔

ف: پہلے نماز قائم کرنے کا [حکم] دیا پھر اس پر لفظ خیر کا اطلاق کیا [پھ]ر اس کے پاس موجود رہنے اور آخرت [میں] بکار آمد ہونے کی خبر دی۔ پھر یہ [...] فرمایا کہ ہم تمہارا ہر عمل دیکھتے ہیں۔

آیت: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ط (قد افلح۔ سورۂ نور)

ترجمہ: اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ف: معلوم ہوا کہ نماز کا قائم کرنا نزولِ رحمتِ الٰہی کا سبب ہے اور نماز کے حکم کے بعد رسولؐ کی اطاعت کا حکم دینا ایک لطیف نکتہ کیطرف اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ نماز پڑھنے کا طریقہ اور اس کے جزئیات مسائل قرآن مجید میں مفصلاً نہیں بیان ہوئے، لہٰذا اس حکم کی تعمیل کے لیے تم کو رسول کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ جس طرح ان کو دیکھو اور جس طرح وہ فرمائیں اسیطرح نماز قائم کرو۔

حدیث: عَنْ سمرۃ بن جندب قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ (صحیحین)

ترجمہ: حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ نماز ویسی ویسی پڑھو جیسی تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھی اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے اور جو شخص تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ایک نسخہ کیمیا ہے۔ کسی کتاب میں اس کا طریقہ دیکھ کر یا کسی سے سُن کر انسان اس کو نہیں بنا سکتا تاوقتیکہ کسی استاذ حاذق کی زیر نگرانی اپنے ہاتھ سے نہ بنائے یا اس کو بناتے ہوئے نہ دیکھ لے۔ افسوس ہے کہ آج کل اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں وہ اس کا خیال نہیں کرتے کہ نماز کا پڑھنا کسی عالم ربانی کسی مرشدِ حقانی سے سیکھیں۔ اس کی خدمت میں رہ کر اس کی نماز کی ہر ہر ادا کو دیکھیں اس کا قیام و قعود، اس کا رکوع و سجود، اس کی حالت و کیفیت کا طالبانہ نظر سے مطالعہ کریں، بلکہ اپنے ہی جیسے جاہل یا بے عمل سے سیکھ کر یا کسی کتاب میں دیکھ کر نماز شروع کر دیتے ہیں، گو نہ پڑھنے سے تو یہ بھی بہتر اور بہت بہتر ہے۔ کم از کم یہ کہ قرض تو اُتر جاتا ہے، مگر صرف اس پر قناعت کرنا سخت نادانی اور سراسر ظلم ہے۔

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے
کسطرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیئے

آیت: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا۔ (تبارک الذی۔ سورہ مزمل)

ترجمہ: اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو قرض دینا اچھا اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس موجود پاؤ گے۔ بلکہ وہ تمہارے لیے زیادہ مفید اور بڑی نتیجہ دینے والی چیز ہے۔

ف : اچھا قرض اس کو کہتے ہیں کہ دینے والا احسان نہ رکھے۔ تقاضا نہ کرے۔ لینے والا ٹھیک وقت پر دیدے اور بڑی کشادہ دلی اور شکر گزاری کے ساتھ دے۔ راہِ خدا میں جو مال خرچ کیا جائے اس کو خدا نے اپنے ذمہ قرض فرمایا۔ اس لطف وکرم کی کچھ حد ہے؟ خرچ کریں ہم اپنے نفع کے لیے اور وہ بے نیاز جس کو ہمارے خرچ سے یا کسی عبادت سے کچھ نفع نہیں اس کو اپنے ذمہ قرض فرمائے۔

تنبیہ : اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا لفظ قرآن شریف میں بہت جگہ ہے۔ ہم نے صرف چار آیتیں نقل کیں۔ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا تذکرہ قرآن کریم میں ۳۲ جگہ ہے۔ فقہاء نے اس سے زکوٰۃ کی اہمیت پر استدلال کیا ہے۔

آیت : یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ط (اتل ما اوحی - سورہ لقمان)

ترجمہ : اے میرے چھوٹے بیٹے قائم کر نماز اور لوگوں کو حکم دے اچھی بات کا اور منع کر بُری بات سے اور صبر کر مصیبت پر جو پہنچے۔ بہ تحقیق یہ کام ہمت کے ہیں۔

ف : حق تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السّلام کے حال میں بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں۔ اسی سلسلہ کی آیت یہ ہے۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ یہ تین چیزیں جن کا حکم آیت میں ہے بڑی ہمّت کے کام ہیں۔ جو کم حوصلہ ذرا ذرا سی باتوں میں گھبرا جاتا ہو وہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا۔ اچھی باتوں کا حکم دینے اور بُری باتوں کے روکنے میں تو دوسروں کی طرف سے ایذائیں پہنچتی ہیں، لیکن نماز کا معاملہ اس سے بھی زیادہ نازک ہے کہ خود اپنے ہی نفس کی طرف سے ہزاروں رکاوٹیں، ہزاروں تکلیفیں اور دقتیں درپیش ہیں۔ کبھی سردی کا وقت ہے۔ وضو اور غسل کرنا اور مسجد جانا نفس پر شاق ہے۔ کبھی گرمی کی شدّت ہے۔ نازک بدنوں کو خس خانوں سے مسجد جانا مشکل ہے۔ کوئی وقت سونے کا ہے۔ اس وقت نماز سونے میں خلل انداز ہوتی ہے۔ تجارت پیشہ اور کاروباری لوگ بار بار اپنا کام چھوڑ کر نماز کے لیے اُٹھنا اور ایک معقول وقت اس میں خرچ کرنا اپنی روزی میں خلل اندازی کا سبب سمجھتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ اس حکم کے ساتھ صبر کی بھی تعلیم دی جائے ؎

ناز پرورِ تنعم نبرد راہ بدوست
عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

اکثر آیتوں میں نماز کے حکم کے ساتھ صبر کی تعلیم فرمائی ہے اور روزی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ بہت سی آیتوں میں ملے گا۔ اس کی یہی "حکمت" ہے۔ صبر کی لفظ ذرا وحشت انگیز ہے، مگر یاد رکھو ؎

نہ تلخ است صبر یکہ بر یادِ اوست
کہ تلخی شکر باشد از دستِ دوست

نفس کے اُوپر جو مشقتیں پیش آئیں انکے کالعدم کرنے کے لیے صبر کا حکم دیا اور روزی میں خلل پڑنے کا وسوسہ دفع کرنے کے لیے رزق کا وعدہ فرمایا۔

ع اے کہ بہ قربانت چہ نیکو داوری۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کریں اور اس کی ترغیب دیں۔ جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کے لیے کیا۔ اور صیغۂ تصغیر سے (جس کے معنی چھوٹے بیٹے کے ہیں) اس بات کی طرف اشارہ نکلا کہ بچپن سے نماز کا عادی بنانا چاہیئے۔

حدیث : عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصّلٰوۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابوداؤد وکذا رواہ فی شرح السنۃ عنہ وفی المصابیح عن سبرۃ ابن معبد۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : عمرو ابن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور شعیب عمرو کے دادا محمد ابن عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے یا اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات برس

کے ہو جائیں اور نماز کے لیے ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہو جائیں۔ اور دس برس کی عمر میں بچوں کے بستر بھی الگ کر دو۔ ایک ساتھ نہ لیٹنے پائیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور مصنف نے بھی شرح السنہ میں اسی طرح یعنی عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے، مگر مصابیح میں حضرت سبرہ بن معبد جہنی سے روایت کیا ہے۔

آیت : وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی ط (قال الم اقل - سورہ طٰہٰ)

ترجمہ : اور حکم دیجئے اے نبی اپنے اہل کو نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہیئے۔ اور اقامتِ نماز میں جو تکلیف پیش آئے اس پر صبر کیجئے۔ ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود آپ کو روزی دیتے ہیں۔ اور انجام (کی خیریت) تقویٰ کے لیے ہے۔

ف : اہل کے معنی بیوی اسی معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں بکثرت مستعمل ہے اور ہو سکتا ہے کہ اہل کے لفظ سے تمام متعلقین مراد لیے جائیں۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو حکم دیئے گئے۔ اوّل یہ کہ اپنی بیبیوں پر نماز کی تاکید کیجئے۔ دوسرے یہ کہ خود بھی نماز کی پابندی فرمایئے۔ معلوم ہوا کہ نماز اتنا بڑا فریضہ ہے کہ نبی اور نبی کی بیبیاں بھی مستثنیٰ نہیں۔ نماز کے حکم کے ساتھ صبر کی تلقین اور روزی دینے کا وعدہ اسی حکمت پر مبنی ہے جو بارھویں آیت کے فائدے میں بیان ہوئی۔

حدیث : عن ابن عمرانّ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان یصلی من اللیل ماشاء اللہ حتّٰی اذا کان من اٰخر اللیل ایقظ اھلہٗ بالصلوٰۃ یقول لھم الصّلٰوۃ ثُمَّ یَتْلُوْ ھٰذِہٖ الاٰیۃ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصلوٰۃ واصطبر علیھا لانسئلک رزقا نحنُ نرزقک والعاقبۃ للتقوٰی (موطا امام مالکؒ)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو جب نماز تہجد پڑھ چکتے تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لیے جگاتے اور اسی آیت کی تلاوت کرتے۔

حدیث : عن جریر بن عبداللہ قال بایعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علٰی اقام الصّلٰوۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مُسلم۔ (صحیح بخاری باب البیعۃ علی اقام الصلوٰۃ)

ترجمہ : حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی۔

ف : شیخ الاسلام "فتح الباری" میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں :-

"وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّل مایشترط بعد التوحید اقامۃ الصلوٰۃ" یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم عقیدہ توحید کے بعد سب سے پہلی شرط نماز کے متعلق کرتے تھے۔

اس آیت میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دے کر کہ اپنی بیبیوں پر نماز کی تاکید رکھیئے۔ پھر خود ہی نبی کی بیبیوں کو مخاطب بنا کر نماز کا حکم دیا۔ سورۂ احزاب میں فرمایا : وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ (یعنی اے نبی کی بیبیو نماز قائم کرو) اس اہتمام کی کچھ حد ہے۔

معلوم ہو کہ تعلیم و ترویج نماز کی خدمت اگر کسی دوسرے شخص کے متعلق کر دی جائے، تو اس کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ خود اس کام کو ترک کر دیں۔

آیت : اَقِمِ الصلوٰۃ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ط (سبحان الذی - سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ : قائم کر تو نماز آفتاب ڈھلنے کے وقت سے تاریکیٔ شب تک اور (لازم سمجھ) پڑھنا فجر کا۔ بہ تحقیق پڑھنا فجر کا ہے گواہی دیا ہوا۔

ف : اس آیت میں اوقاتِ نماز کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور نمازِ فجر کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ وہ گواہی دی ہوئی آواز ہے یعنی فرشتوں سے اس کی گواہی طلب کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مفصلاً مذکور ہے۔

حدیث : عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار ویجتمعون فی الصلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ العصر ثمّ یعرج الذین

یاتو نیکم فیسألهم ربهم وهو اعلم بهم کیف ترکتم عبادی فیقولون ترکناهم وهم یصلون فاتیناهم وهم یصلون ۔ (صحیح بخاری و مُسلم)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پے دَر پے آتے ہیں تمہارے پاس کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو اور جمع ہوتے ہیں یہ سب نماز فجر اور نمازِ عصر میں ۔ پھر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس رَہے تھے ۔ پس پوچھتا ہے ان سے پروردگار ان کا ۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے آگاہ ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے ۔

ف : ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اعمال لکھنے کے لیے رَہتے ہیں ۔ جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں ۔ ان فرشتوں کی تبدیلی دو وقت ہوا کرتی ہے ۔ نماز فجر کے وقت اور نماز عصر کے وقت ۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جو فرشتے ایک بار آ چکتے ہیں دوبارہ نہیں بھیجے جاتے ۔"

آیت : اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط (اتل ما اوحی ۔ سورۂ عنکبوت)

ترجمہ : تلاوت کیجیے اے نبی اس کتاب کی جو آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجی گئی۔ اور قائم کیجیے نماز ۔

ف : نماز کا بار بار حکم دینا اور پھر سیّدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنانا کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔ پھر تلاوتِ قرآن اور نماز کا حکم ساتھ دینے سے اور نہ صرف اس میں ، بلکہ اور آیات میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تلاوتِ قرآن نماز کا رُکن اعظم ہے ۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیثیں ہیں جن میں نماز کے اندر سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد دُوسری سورت کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث : روی ابوداؤد بسند قوی عن ابی سعید امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقراء بفاتحة الکتاب وما تیسر (فتح الباری)

ترجمہ : یعنی ابوداؤد نے بہ سند قوی حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگوں کو رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ جس قدر قرآن آسان ہو پڑھا کریں ۔

آیت : یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ط وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ط

ترجمہ : اے ایمان والو جب جمُعہ کے دن نماز کے لیے ندا کی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ تم جانتے ہو ۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے ، تو پھیل جاؤ اللہ کی زمین میں اور تلاش کرو اللہ کی بخشش اور ذکر کرو اللہ کا بہت ، تاکہ تم فلاح پاؤ اور جب ان لوگوں نے دیکھی کوئی تجارت یا کوئی کھیل کی چیز تو چلے گئے اس کی طرف اور چھوڑ دیا اے نبی آپ کو کھڑا ہوا۔ کہہ دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل سے اور تجارت سے اور اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے۔

ف : ان آیتوں میں نمازِ جمُعہ کے لیے صرف حکم نہیں دیا ، بلکہ اس کے لیے اس قدر اہتمام کیا کہ دوڑنے کے لیے ارشاد فرمایا ۔ ان آیتوں میں علاوہ فرضیتِ نمازِ جمُعہ کے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں ۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں :

۱ : نمازِ جمعہ کے لیے دوڑنا چاہیئے یعنی کوشش کر کے جلد پہنچنا چاہیئے ۔

۲ : نمازِ جمُعہ کے لیے اذان کا بھی ثبوت ہوا ۔ جیسا کہ اور نمازوں کے لیے دوسری آیت میں ہے ۔

۳ : نماز کو اللہ کا ذکر فرمایا جیسا کہ دوسری آیات میں بھی ہے ۔

۴ : نمازِ جمعہ کے لیے مصر کا شرط ہونا بھی اشارۃً معلوم ہوا ۔ خرید و

(باقی ص ۲۳ پر)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

عبدالرحمٰن جامی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نام و نسب

نام مبارک عبداللہ ، کنیت ابوبکر، لقب صدیق اور عتیق ہے ۔ اوّل الذکر لقب حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا عطا فرمودہ ہے ۔ جہنم کی آگ سے آزاد ہونے کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا ہے ۔ یہ لقب بھی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی انہیں عطا فرمایا تھا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۴)

قبولِ اسلام

جب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم نے اپنی نبوّت کا اعلان فرمایا ۔ اس وقت آپ بغرضِ تجارت یمن گئے ہوئے تھے ۔ واپسی پر دعوائے نبوّت کا علم ہوا ۔ فوراً رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئے اور فوراً مسلمان ہو گئے ۔ چنانچہ اکثر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے ہی تھوڑی بہت جھجک ضرور محسوس کی سوائے ابوبکر صدیق کے کہ اس نے بغیر لیت و لعل اسلام قبول کیا ۔

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق

خلیفہ اوّل سیدّنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی صداقت کی دلیل قرآن مجید کی سُورۃ زمر ۲۴ میں یوں ثابت ہے والذی جاء بالصدق وصدق به اولٰئک هم المتقوُن ۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اس کا ترجمہ یُوں کرتے ہیں ۔

"اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا اس کو وہی لوگ ڈر والے ۔"

قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر مجمع البیان ج ۴ صفحہ ۴۹۸ پر لکھا ہے :

اَلّذی جاء بالصدق ۔ رسُول اللہ صَلّی اللہ علیہ وَسلّم وَصدق بہ ابوبکر ۔ وہ شخص جو سچ لے کر آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ صحبہٖ وسلّم ہیں اور وہ شخص جس نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور ہر بات کو بلا چُون و چرا مان لیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔

خلیفۂ اوّل سیدّنا ابوبکر صدیق کی یہی اخلاص و سچائی تھی جس کے باعث جناب رحمۃ اللعلمین شفیع المذنبین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان اُمتی لرجح اگر ابوبکر صدیق کے ایمان کو تمام اُمّت کے ایمان کے مقابلے میں وزن کیا جائے ، تو سیدنا ابوبکر صدیق کا ایمان بھاری ہوگا ۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں خلیفۂ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق کی معیت نماز اور مصاحبت سفر کا ذکر کر کے سیدّ المتقین خلیفۂ رسول امام الاولیاء جناب ابوبکر صدیق کی افضلیت شان کو یوں نمایاں کیا : اِلّا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں صرف اکیلے جناب سرورِ عالم ، آقائے دوجہاں ، تاجدارِ مدینہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم (فداہ ابی و اُمیّ) کا ذکر بھی فرما سکتا تھا اور جناب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ چہارم سیدّنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور جناب خلیفۂ اوّل سیدّنا ابوبکر صدیق کو ملا کر تینوں کا ذکر بھی کر سکتا تھا ، مگر اس علیم و حکیم نے سیدّنا ابوبکر صدیق کا ذکر تو ثانی اثنین اذهما فی النار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان اللہ معنا میں کر دیا ۔ یہ اسلیے کہ مسلمان قرآن مجید کے صاف الفاظ میں قیامت تک پڑھتے رہیں ۔ کہ سید المتقین خلیفۂ رسُول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ثانی اثنین کا مقام و مرتبہ رکھتے ہیں ۔

احقاق الحق صہ ۱۹ پر ہے کہ حضرت جعفر صادق نے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے متعلق فرمایا، هُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا علی الحق وَمَاتَا علیه فَعَلَیهما رحمة الله یَوْمَ الْقِیٰمَة۔ وہ دونوں حضرات امام تھے۔ جو عادل و منصف تھے۔ ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر فوت ہوئے۔ پس ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ قیامت کے دن ۔۔ امام جعفر صادق نے جناب ابوبکر رضؓ جناب عمر فاروق رضؓ کی امامت و خلافت کو کیسے عمدہ الفاظ میں ذکر کیا۔ کہ وہ دونوں امام عادل و منصف تھے۔ اور مرتے دم تک حق پر رہے۔

شیعہ کی معتبر تفسیر صافی ۵۲۳ پر ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ نے اپنی اہلیہ محترمہ بی بی حفصہ رضؓ کو فرمایا اِنَّ ابا بکر یلی الخلافة من بعدی ثُمَّ بعدہٗ ابوک۔ تحقیق سیدنا ابوبکر صدیقؓ میرے بعد خلافت کا والی ہوگا۔ اس کے بعد تیرا باپ حضرت عمر خلیفہ ہوگا ۔۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضؓ کو یہ خوشخبری اسوقت سنائی جبکہ وہ مغموم بیٹھی تھیں۔

احتجاج طبرسی صہ ۵۴ پر ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضؓ نے جناب خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وصحبہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ثُمَّ تَنَاوَلَ یَدَا ابی بکر فبایعه ۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

احتجاج طبرسی صہ ۵۶ پر ہے کہ حضرت اسامہ رضؓ نے حضرت علی المرتضیٰ رضؓ سے پوچھا هل بایعته کیا آپ نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ہے فَقَالَ نَعَمْ یا اسامة تو حضرت علی رضؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے اسامہؓ میں نے بیعت کر لی ہے۔ قارئین خدام الدین غور کیجئے کہ اگر جناب سیدنا ابوبکر رضؓ کی خلافت حق پر نہ ہوتی تو جناب علی المرتضیٰ رضؓ کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔

بقیہ : ہمارے رفاہی ادارے

نپولین کی فوجوں کے ہاتھوں مصر میں موجود ہزاروں قلمی مسودات کی بربادی کا ذکر کیا۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود مسلمان قوم نے جس طرح علمی سرمایہ فراہم کیا، اور دنیا کے ایک ایک کونہ میں کتب خانوں اور لائبریریوں کا جال بچھا دیا اس کو آپ نے بیان فرمایا۔ تعلیم القرآن سوسائٹی جیسے اداروں کے بانیوں، کارکنوں اور معاونین کو خراج عقیدت پیش کیا جن کی شبانہ روز محنتوں سے قرآنی علوم کی شمع فروزاں ہو رہی ہے۔ آپ نے کامیاب ہونے والے بچوں کو مبارک دی، ان کے والدین اور اساتذہ کو مبارک کہی۔ زیر تعلیم بچوں کی کامیابی کے لئے دعا کی اور اس طرح ۳ ½ گھنٹہ بعد یہ محفل خیر و برکت اختتام پذیر ہوئی۔ بعد میں بچوں میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ اور مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی ۔۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے اداروں کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

اسلام کے بنیادی نظریات

شعبہ عربی کراچی کے سابق صدر جناب حافظ سید رشید احمد ارشد کی یہ کتاب جو ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے بی، اے۔ بی، ایس، سی۔ اور بی کام کے طلبہ کی ضرورت کے تحت لکھی گئی ہے۔ لیکن اس کا انداز اتنا خوبصورت اور پیارا ہے کہ ہر مسلمان اس سے برابر کی سطح پر استفادہ کر سکتا ہے۔ مرحوم ابو معاویہ صاحب جو اچھی کتابوں کے رسیا اور علم کو پھیلانے میں بے حد فیاض واقع ہوئے تھے ان کے خلف الرشید نے اپنی اکادمی سے مفت تقسیم کرنے کا اعلان کر کے اپنے ابا کی حسین روایات کو زندہ و تابندہ رکھا ہے۔ محض دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجیں اور منگوا لیں۔ پتہ یہ ہے:-

پاک اکیڈمی دکان ۲۳
نزد مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیروں کی نگاہ میں

محیر العقول شخصیت اور عبرت انگیز کارناموں پر ریویو

مولانا عبد المومن فاروقی

یہ مسلمہ امر ہے کہ بنی آدم کے لیے ایک مقدس ہستی کا ہونا لازمی ہے۔ اس مقدس ہستی کو نبی یا رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہی وہ مقدس ہستی ہے جو بنی آدم کو وہ نامعلوم برکتیں عطا فرماتی ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں۔ وہ برکتیں جن کے سننے سے قدرتی وجد پیدا ہوتا ہے وہ برکتیں جن کے سننے کے لیے ہمیشہ انسان منتظر رہتا ہے۔ وہ برکتیں جو دل میں نہ معدوم ہونے والی خوشی پیدا کرتی ہیں۔ وہ ان دیکھی برکتیں جن کے حاصل کرنے کے لیے انسان اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی مقدس ہستی اگر دنیا میں نہ ہو تو انسان کبھی شرک و بدعت کے زہریلے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ دنیا میں ایسی مقدس ہستیاں بنی آدم کی اخلاقی و روحانی حالت درست کرنے کے لیے یکے بعد دیگرے منتخب ہوتی رہیں۔ سب سے آخر اور سب سے افضل ایک مقدس ہستی جو تمام انسانیت کیلئے منتخب ہوئی اور عرب کی وادی میں ایک ایسے زمانہ میں جس کو جہالت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ جس زمانہ میں شرک و بدعت سے کوئی گھر اور فرد انسان خالی نہ تھا۔ ایک خدا تعالیٰ کی پرستش کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ گھر گھر پتھروں کے بت انسانوں کے معبود تھے۔ بتوں کے نام پر ہی بنی آدم کے نام رکھے جاتے تھے۔ شرک ہی گویا ان کی پوجا تھی۔ اس وادی کا نام مکہ تھا۔

ولادت باسعادت

مکہ معظمہ میں حضرت خاتم النبیین، افضل المرسلین، سید الانبیاء، حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ۹ ربیع الاوّل یا ۲۰ اپریل ۵۷۱ء سنہ عام الفیل و ۶۳۵۱ برس سات ماہ ہبوط آدم بحساب قمر اور بیس ایمان ماہ روم سن آٹھ سو تراسی سکندری قریب صبح صادق مبعوث ہوئے اور اعلانِ الٰہی اس طرح دیا گیا۔ وما ارسلناک الّا رحمة للعالمین۔ یہی وہ سب سے زیادہ مقدس ہستی ہے جو بنی نوع انسان کا نجات دہندہ ہے۔ اپنی امّت کو خیر الامم کا خطاب دلانے والا، تمام جہان کو شرک و بدعت کی آگ سے نکالنے والا بیکسوں کی حمایت کرنے والا۔ جس نے دنیا میں آ کے اپنے حسنِ اخلاق اور رحم دلی سے ثابت کر دیا کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ہی خدا کے برگزیدہ اور نجات دہندہ نبی ہیں۔ وہ مقدس ہستی یہی نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس نے اپنی لاثانی مہربانی اور شفقت بھری باتوں سے بے ساختہ دشمنوں کی زبان سے آپ کی اعلیٰ صفات کا دم بھروا دیا۔ اور صادق الموعدین کے لقب سے مکہ میں مشہور ہوئے۔ ہم آپ کو اس مقدس ہستی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصافِ حمیدہ دکھانے چاہتے ہیں جس سے دوست تو دوست جانی دشمن بھی متاثر ہو کر آپ کو ایک سچا اور کامل انسان عالم کی رحمت مان لیتے تھے۔ اور غیروں کی تحریرات سے ثابت کر دکھاتے ہیں کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے مقدس ہستی اور صحیح معنوں میں ریفارمر تھے۔

حسب و نسب

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ جو آپ کی پیدائش سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ عبداللہ کے والد کا نام عبدالمطلب تھا اور وہ قریش کے سب سے معزز خاندان بنی ہاشم میں سے تھے۔ خود قریش کا قبیلہ عرب کا سب سے ممتاز قبیلہ تھا اور یہی قبیلہ خانۂ کعبہ کا متولی بھی تھا۔ اس لیے شرافت اور عزت کے لحاظ سے سارے عرب میں اس کا بلند ترین مقام تھا اور آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا جو مدینہ کے قبیلہ بنی زہرہ سے تھیں۔

ایامِ طفولیت

عرب میں دستور تھا کہ رؤسا و شرفاء اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے دیہات میں بھیجدیا کرتے تھے۔ اسی کے مطابق آپ کو قبیلہ بنی سعد کی ایک بی بی دائی حلیمہ کے سپرد کیا گیا۔ دو سال تک دودھ پلانے کے بعد وہ آپ کو واپس لائیں، مگر وہاں بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اسلیئے پھر واپس لے گئیں۔ پانچ برس تک سرورِ عالم حلیمہ کے یہاں رہے جہاں آپؐ نے بنی سعد کی بکریاں بھی چرائیں۔ جب آپ والدہ ماجدہ کے پاس لائے گئے تو والدہ محترمہ آپ کو اپنے ہمراہ مدینہ لائیں۔ بعد واپسی آپ کی والدہ مقام ابوآ میں فوت ہو گیئں۔ ان کی کنیز ام ایمن اس چھوٹے یتیم کو لے کر مکہ میں آگیئں۔

ان کی وفات کے بعد اپنے دادا کی زیرِ نگرانی رہے۔ دو سال کے بعد وہ بھی وفات پا گئے۔ بعد میں اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں آگئے۔ عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لیے آپؐ کو بھی لکھنے پڑھنے کی تعلیم نہ دی گئی۔

ملک عرب میں بُت پرستی بہت تھی، مگر آپ بچپن ہی سے اس سے نفرت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے سامنے لاتؔ و عزیٰؔ کا ذکر آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ان سے بہت نفرت ہے کہ اتنی اور کسی سے نہیں۔ آپ ہمیشہ کھیل کود سے متنفر رہتے تھے۔ تنہائی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ بارہ برس کی عمر میں آپ کو ابوطالب تجارت کے لیے ملکِ شام میں لے گئے۔ اسی سفر میں بحیرہ نام کے راہب نے آپ کو دیکھا تو ابوطالب سے کہا کہ اس لڑکے میں انوارِ نبوت نظر آتے ہیں۔

ایامِ جوانی

آپ کی جوانی کے ایام نیکی، مخلوقِ خدا کی خدمت، بیکسوں کی حمایت، بے نفسی، دیانت اور امانت کا بہترین نمونہ ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم مؤرخین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ قرآنِ کریم آپ کی سب سے زیادہ معتبر تاریخ ہے اور اس میں صاف طور پر مذکور ہے کہ آپ کے اخلاق نہایت بلند تھے۔ اِنکَ لعلیٰ خلقٍ عظیم۔ یعنی آپ بڑے خلق پر ہیں۔ "تاریخ" اور قرآن دونوں اس بات پر گواہ ہیں کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ملاحظہ ہو :۔

فانھم لا یکذبونک۔ یعنی یہ لوگ تجھے جھوٹا نہیں کہتے۔ آپ کے سخت ترین دشمن حرث و ابوجہل و ابوسفیان نے، بلکہ مکہ کے کل قبیلوں نے اقرار کیا کہ آپ سچ بولنے کی عادت رکھتے تھے اور آپ نے کبھی عمر بھر جھوٹ نہیں بولا۔ ایسے جانی دشمنوں کا ایام دشمنی میں اقرار کرنا بتاتا تھا کہ آپ کی سچائی ایک مسلم اور مشہور بات تھی۔ جس سے انکار نہ ہو سکتا تھا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ کوئی شخص آپ کے اس حصّۂ عمر جو جذباتِ جوانی کے جوش کا وقت ہوتا ہے کوئی عیب نہیں لگا سکتا۔ ملاحظہ ہو :

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ کی گواہی اس بارہ میں نہایت زبردست ہے۔ اپنے پاک اور بے عیب چلن اور دیانت و راست بازی کی وجہ سے تمام لوگ آپ کو امین کے نام سے پکارتے تھے۔ یعنی آپ کو تمام خوبیوں کا جامع مانا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ جبکہ آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کے متعلق مختلف قبائل میں جھگڑا ہو گیا۔ اندیشہ تھا کہ قتل و خون نہ ہو جائے۔ آخر فیصلہ یہ ٹھرا کہ جو شخص حرم میں فلاں دروازے سے پہلے داخل ہو وہ ثالث مقرر کیا جائے۔ چنانچہ آنجنابؐ ہی ادھر سے سب سے پہلے آئے اور سب خوش ہو کر کہنے لگے۔

ھذا محمد ھذا الامین قد رضینا بہ

لو محمد آگئے۔ وہ امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آنحضورؐ نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنی چادر بچھا کر اس میں حجرِ اسود کو رکھ دیا اور فرمایا ہر ایک قبیلہ کا سردار اس چادر کا ایک ایک کونہ پکڑ کر اٹھائے۔ سب نے اسے خوشی سے منظور کیا۔ جب چادر عین موقع پر پہنچی تو آپ نے خود حجرِ اسود کو اٹھا کر مناسب جگہ پر نصب فرما دیا۔ اس طرح ایک بڑی خونریز جنگ رک گئی۔

چال چلن

سر ولیم میور جس نے سوانح عمری حضورؐ کی مخالفانہ نقطۂ نگاہ سے لکھی تھی وہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ جوانی میں آپؐ کا چال چلن بے عیب اور پاک تھا۔ تمام وہ لوگ جن سے ہم سند لے سکتے تھے اس بات پر متفق ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی میں چال چلن میں، حیاء و اخلاق و آداب میں وہ پاکیزگی پائی جاتی ہے جن کا وجود مکہ والوں میں عنقا تھا۔

پھر یہی مؤرخ لکھتا ہے کہ حضرت محمدؐ فطرتاً ایک پاکیزہ دل اور لطیف ذوق اور خلوت پسند اور غور کرنے والی طبیعت رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے اپنے ہی خیالات میں وہ زیادہ منہمک رہتے تھے اور فرصت کے ان اوقات میں جنہیں دوسرے لوگ جو بلند فطرت نہیں رکھتے، لہو و لعب اور عیاشی میں صرف کر دیتے ہیں۔ آپ غور و فکر میں مصروف ہوتے تھے۔ اس تنہائی پسند اور شرمیلے نوجوان کے پاکیزہ چال چلن اور باعزت طریقِ عمل نے اہلِ شہر کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ اور سب کی متفقہ آواز سے الامین یا دیانتدار کا لقب حاصل کر لیا تھا۔ اس شہر میں رہتے ہوئے جہاں چپے چپے پر شراب نوشی اور رند مشربی کے مظاہرے ہوتے تھے۔ آپ کے ہونٹ ان بدیوں کی مان سے نا آشنا رہے۔ جہاں جوئے بازی کی مجلسیں قدم قدم پر جمتی تھیں آپ کا خیال بھی اس تباہ کن شغل کی طرف نہیں گیا۔ آنجنابؐ کا اکثر حصّہ مناظر قدرت اور فطرت کے مطالعہ میں صرف ہوتا ہے

آپ زمانۂ نبوت میں فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں بکریاں چرا رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا تو میری بکریوں کا دھیان رکھنا میں ذرا شہر جا کر تماشہ دیکھ آؤں۔ جوں ہی کہ میں شہر میں پہونچا تو میں ایک شادی کا جلسہ دیکھنے لگا۔ مجھے نیند آگئی اور رات بھر وہیں سوتا رہا۔ ایک دفعہ پھر ایسا اتفاق ہوا۔ پھر بھی قدرت نے مجھے لہو و لعب سے بچا لیا۔ اس پر آپ فرماتے تھے : ثُمَّ لم اھم بعد ذلک بسوءٍ پھر میں نے کبھی اس کے بعد لہو و لعب کا قصد نہیں کیا۔ اللہ اکبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم قبل از نبوّت بھی ایسے فضول کلمات اور لہو و لعب کو بُرا خیال فرماتے تھے۔ مختصر طور پر یہ بات ہے کہ آنجناب جمیع حسنات و افعال کے معدن تھے۔

اب خاکسار بطور مختصر ان مؤرخین کی عبارتیں نقل کرتا ہے جن کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ اور آپ میں ایسی برگزیدہ قوت تھی جو قوّتِ بشری سے زیادہ اعلیٰ و ارفع تھی۔ ملاحظہ ہو :

مسٹر اسٹینلی لین پول جو کہ یورپ کے زبردست محقق ہیں اپنی تصنیف اسپیچز آف محمدؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

"حضرت محمدؐ نہایت با اخلاق اور رحم دل بزرگ تھے۔ ان کی بے ریا خدا پرستی، عظیم فیاضی، مستحق تعریف ہے۔ آپ اس قدر انکسار پسند تھے کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے۔ غریبوں سے زیادہ محبت کرتے اور اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے بکریوں کا دودھ دوہتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ بلاشک وہ مقدس پیغمبرؐ تھے۔"

خدمات و عمل

۲ : مسٹر ہربرٹ وائل یورپ کے منصف مزاج محقق ہیں۔ اپنی کتاب گریٹ ٹیچر میں لکھتے ہیں۔

"حضرت مسیح علیہ السلام سے ۶۰۰ برس بعد جب کہ عرب کی حالت نہایت خراب ہو گئی تھی۔ ۲۰ / اپریل ۵۷۰ء کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر پیدا ہوئے جنہوں نے بت پرستی کو مٹایا اور عرب کے وحشیوں کو نہایت متمدّن بنا دیا۔

عام لوگ ان کی دیانت داری اور سچائی کے سبب ان کو الامین کہہ کر پکارتے تھے۔ انھوں نے گمراہوں کو سچا راستہ تبلایا۔ اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی۔"

۳ : مسٹر بارکس ڈاڈ اپنی محققانہ کتاب لبد بدھ مسیح میں لکھتے ہیں "حضرت محمد کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ آپ کے نزدیک دنیاوی وجاہت کوئی چیز نہ تھی۔ آپ امیر و غریب آدمیوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے تھے۔ آپ کی ذات سرچشمۂ خیر و برکت تھی۔ آپ نہایت صابر و شاکر اور انکسار پسند تھے۔"

۴ : مسٹر ڈبلیو آرونگ جو یورپ کے مشہور محقق مورخ ہیں لکھتے ہیں۔ آخری پیغمبر محمدؐ نہایت سادہ مزاج اور بے مثل خلیق تھے۔ آپ کے دماغی اوصاف غیر معمولی اور آپ کی قوّت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ آپ بہت تیز فہم تھے۔ حافظہ بہت تیز تھا۔ طبیعت انکسار پسند تھی۔ گفتگو نہایت سنجیدہ قلیل الالفاظ اور کثیر المعانی ہوتی تھی۔ بڑے پرہیزگار اور نیک تھے۔ آپ اپنی وفات کے وقت تک مذہبی سرگرمی اور گمراہوں کو ہدایت فرمانے میں معروف رہے۔"

۵ : مسٹر آرتھر گلمین مورخ یورپ لکھتے ہیں :

"محمد کے خصائل نہایت پاکیزہ اور اخلاق نہایت اعلیٰ تھے۔ ان کی سادگی ان کی پرہیزگاری کا تمام محققین کو اعتراف ہے۔ انھوں نے خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ بتلایا اور بت پرستوں کو خدا پرست بنایا۔ اس کی سچائی اس سے ظاہر ہے کہ وہ مرتے دم تک اپنے اعلیٰ خیال پر مستقل طور سے قائم رہے۔ وہ نہایت رحم دل پیغمبر تھے۔

فتح مکہ کے بعد جب ظالم سردارانِ قریش آپ کے سامنے لائے گئے۔ تو آپ نے کہا کہ :

"تم نے جو کچھ ظلم و ستم مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر کئے ہیں ان کو معاف کرتا ہوں جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی ایسی زبردست نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتی۔

ہندوؤں کا اقرار و اعتراف

۶ : شری پنڈت دویکا نند مہاراج سیون کے نواسے لکھتے ہیں :

میں نے جہاں تک تاریخوں کا مطالعہ کیا ہے اور چھان بین کی ہے میری تحقیق میں ثابت ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا محمد صاحب بڑے نیک منش، سہاپرش اور رحمدل دھرماتما تھے۔ آگے چل کر تحریر کرتے ہیں۔ حضرت محمد شروع سے بہت نیک اور سچے آدمی تھے۔ عام لوگ ان کو اپنی زبان میں دیانتدار، امانتدار، امین کہتے تھے۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔ بڑے بے انصاف وہ لوگ ہیں جو ان کی ذات پر خود غرضی کا الزام لگاتے ہیں۔ انھوں نے جو کچھ کیا وہ پرتما کے واسطے کیا اور پرماتما کے حکم ہی سے کیا۔

۷ : سوامی شردھے پرکاش دیوجی مہاراج لکھتے ہیں جس وقت میں کہ دنیا کی گمراہ قوموں کی اصلاح کے لیے ایک رِشی کی ضرورت تھی۔ عرب میں ایک مصلح پیدا ہوا جن کا نام محمّد ہے۔ گمراہوں کو روشنی دکھانے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ پر لانے کے لیے پرمیشور نے ان کو چنا۔ محمدؐ صاحب کے حالاتِ زندگی بتاتے ہیں کہ وہ بڑے رحیم و کریم بزرگ تھے انہوں نے بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ دکھائی اور جو لوگ انسانیت کے درجہ سے گر گئے تھے ان کو انسان بنایا۔

۸ : شری یت مہاشہ منوہر سہائے صاحب لکھتے ہیں :

اگر تعصّب اور ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر کوئی شخص محمدؐ صاحب کے حالات پر تحقیقی نظر ڈالے، تو ناممکن ہے کہ وہ صاف لفظوں میں آنجناب کی سچائی اور بزرگی کا اعتراف و اقرار نہ کرے۔

غالباً اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کسی منصف مزاج شخص کو تامّل نہ ہوگا کہ غیر مذاہب کے محققین و مؤرخین کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان ہونا حضورؐ کی حقانیت و صداقت کا ایک بین ثبوت ہے۔ یقیناً ہمارے نزدیک اس سے بڑھ کر زیادہ دنیا میں اور کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

نشر بیہ ریڈیو پاکستان لاہور

۱۲ رمئی ۱۹۸۲ء

شام ۵ بجے

یُسر و سہولت

محمد سعید الرحمٰن علوی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

عن ابی بردہ قال بَعَثَ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم جدّہٗ ابا موسیٰ و معاذا الی الیمن فقال یَسِّرا ولا تعسِّرا ۔ بشّرا ولا تنفّرا و تطاوعا ولا تختلفا۔ (متفق علیہ)

صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب ما علی الولاۃ من التیسیر کی فصل اول میں تیسرے نمبر پر یہ حدیث نقل کی جبکہ اس کا ماخذ بخاری و مسلم ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قریبی عزیز حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے راوی ہیں جو فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم قائدنا الاعظم محمّد عربی صلوٰت اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ نے میرے دادا بزرگوار حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یمن بھیجا اور یہ ہدایت فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرنا، انہیں مشکل میں نہ ڈالنا۔ خوشخبری دینے کا رویہ اختیار کرنا، متنفر نہ کرنا اور دونوں متحد رہنا، آپس میں اختلاف نہ کرنا۔

یمن وہ علاقہ ہے جس میں حضور علیہ السلام کے عہدِ سعادت میں اسلام کی کرنیں پڑیں اور وہ روشن ہو گیا۔ وہاں حاکم و قاضی کے طور پر مختلف حضرات کو بھیجنے کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کے علاوہ حضرت علی کا بھی احادیث میں ذکر ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپؐ جب کبھی کسی کو کہیں بھیجتے تو جس قسم کی ذمہ داریاں ہوتیں ان کے مناسب حال ہدایات بھی فرماتے۔ چونکہ ان حضرات کو حاکم و قاضی کا منصب سونپا جا رہا تھا اس لئے انہیں یہ نصیحت فرمائی۔

اسی باب کی دو ابتدائی حدیثوں میں ایک کے راوی خود حضرت ابو موسیٰ ہیں تو دوسری کے آپ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت ابو موسیٰ والی روایت میں ہے کہ آپؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے احباب میں سے کسی کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو فرماتے بشّروا ولا تنفروا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اچھے اعمال کی ترغیب اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب اور خیر و بھلائی کا ذکر کرکے لوگوں کو اچھے انجام کی خوشخبری دینا،

اس طرح لوگ دین اسلام کی طرف خوشی اور مسرّت سے راغب ہوں گے اور انہیں ڈرا ڈرا کر اتنا متنفر نہ کر دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جائیں۔ بڑے اعمال پر مرتّب ہونے والے دنیوی اور اُخروی نتائج کا ذکر ضرور ہو لیکن احسن طریق سے، ہمدردی کے انداز سے اور ایسا طریق نہ ہو کہ لوگ باگ متنفر ہو کر رحمت باری سے مایوس ہو کر بیٹھ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ نزول وحی کی ابتدا میں صحت عقیدہ پر زور دیا گیا کہ اس کے بغیر تو زندگی کی گاڑی چلتی نہیں۔

اس کے بعد احکاماتِ اسلام کا لوگوں کو دھیرے دھیرے عادی بنایا گیا اور حدود و تعزیرات کا مرحلہ بہت بعد میں آیا۔ کہ اگر ابتدا میں ہی ایسا کر دیا جاتا تو لوگ متنفر ہو جاتے ـــــ چنانچہ علماء امّت کہتے ہیں کہ اسلام کے نظام عدل کی تنفیذ و نفاذ کے سلسلہ میں حدود و تعزیرات سے ابتدا کرنا غیر فطری طریقہ ہے۔ اور ایسا کرنے والے یا تو شعوری طور پر کسی کے آلۂ کار ہوتے ہیں۔ یا غیر شعوری طور پر ایسا کام کر گذرتے ہیں جو اسلام کے چشمہ صافی کو گدلا کر دے۔ اور آگے ارشاد فرمایا کہ امکانی حد تک لوگوں کے ساتھ نرمی و سہولت کا برتاؤ کرو ان پر جو ذمہ داریاں ہیں ان کے پورا کرانے میں ضرورت سے زیادہ سختی سے اجتناب کرو۔

دوسری روایت بھی قریب قریب ایسی ہی ہے اس میں بشروا کی جگہ سکنوا ہے اور اس کا مفہوم بھی یہی ہے البتہ اس تیسری روایت میں ایک جملہ زائد ہے اور وہ ہے و تطاوعا ولا تختلفا یعنی آپس میں متحد الخیال رہنا، اختلاف نہ کرنا۔

شارح مشکوٰۃ امام طیبیؒ کے بقول حکمرانوں، اہل قضا اور ذمہ دار لوگوں کا اختلاف معاشرہ میں افتراق ہی کا باعث بنے گا اور اگر ایسا ہو گیا تو لوگوں میں عداوت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے جنگی کی انتہا باہمی جنگ و جدال یعنی خانہ جنگی تک پہنچ سکتی ہے۔ اور امام طیبیؒ ہی ان تینوں احادیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا سورۂ مائدہ میں جو ارشاد ہے ـــــ ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔

یہ احادیث گویا اس کی وضاحت ہیں اور خاتم الانبیاء والمعصومین فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ ملّی و اجتماعی امور میں تنگی اور بے جا سختی سے گریز کرنا چاہیئے۔ جبر و اکراہ اور لوگوں کی جائز آزادیاں سلب کرنے کا نتیجہ ہمیشہ نفرت کی شکل میں سامنے آتا ہے اور پھر عدم استحکام کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ سکون کی دولت لٹ جاتی ہے اور معاشرے کا امن درہم برہم ہو جاتا ہے۔ جہاں تک قیام امن کا تعلق ہے اس کے لئے بسا اوقات مجرم ضمیر لوگوں کو سزا بھی دینا پڑتی ہے لیکن محض مستقبل کے اندیشوں کی بنا پر سختی و تنفّر غلط ہے اس لئے اندرونی طور پر جب کوئی لاوا پکتا ہے تو اس کے پھٹنے سے بے حد نقصان ہوتا ہے۔ اسلام کا کہنا یہ ہے کہ شرعی حدود کے اندر لوگوں کی آزادیاں بحال رہیں۔ اور حکمران اپنی حکمت عملی میں متحد الخیال نیز قضاۃ و جج اپنے فیصلوں میں متفق القول۔ یہی منشا ہے اس حدیث نبوی کا ـــــ اللہ تعالیٰ ہمیں ارشاداتِ نبوت کی پاسداری کی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ : نماز

فروخت کا ترک کرنا وہیں ہو سکتا ہے جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو۔ اور خرید و فروخت معتدبہ وہیں ہوتی ہیں جہاں بازار ہو اور ایسے ہی مقام کو مصر کہتے ہیں۔

۵ : نمازِ جمعہ کے لیے خطبہ کا ثبوت ہوا اور خطبہ کا کھڑے ہو کر پڑھنا بھی۔ معلوم ہوا کہ تَرَکُوْكَ قَآئِمًا سے بالاتفاق خطبہ کی حالت مراد ہے۔ اور روایاتِ صحیحہ شانِ نزول سے بھی یہی ثابت ہے، کہ دو خطبے ہونے چاہئیں اور دونوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا چاہیئے۔

۶ : جمعہ میں جماعت کی ضرورت بھی معلوم ہوئی۔ ورنہ چلے جانے والے معتوب نہ ہوتے۔

۷ : یہ بھی معلوم ہوا کہ اذانِ جمعہ کے بعد نماز ختم ہونے تک خرید و فروخت حرام ہے اور اس اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے۔

۸ : جو لوگ کسی لہو و لعب یا تجارت میں مشغول ہونے کے باعث نمازِ جمعہ بلکہ اس کے خطبہ میں شریک نہ ہوں ان کا معتوب ہونا معلوم ہوا۔

۹ : نمازیوں سے اور خاص کر نمازِ جمعہ پڑھنے والوں سے فلاح اور رزق کا

ہمارے رفاہی ادارے

تعلیم القرآن سوسائٹی

(خدمتِ قرآنی کا ایک زندہ جاوید ادارہ)

(ظہیر میر کے قلم سے)

ملک میں نہ جماعتوں کی کمی ہے نہ اداروں کی ـــــ لیکن کتنے ہیں وہ ادارے یا جماعتیں جن کا مقصد صحیح اور درست ہے؟ یہ ایسا سوال نہیں جس کا جواب مشکل ہو۔ ہم نے اپنی عملی زندگی میں ایسے ادارے چند ہی دیکھے، ورنہ دکان سیاست کی گرم بازاری کا دھندا تو اتنا عام ہے کہ توبہ بھلی۔ سماج کی خدمت اور مختلف النوع ملّی اور قومی مسائل کی خدمت و حفاظت کے نام سے آپ کو بہت ادارے نظر آئیں گے لیکن معاشرہ سے اس کی قیمت وصول کرنے کا یہ لوگ کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔

جیسا کہ عرض کیا اخلاص سے صحیح مقاصد کے لئے کام کرنے والے ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ لاہور میں ان معدودے چند اداروں میں ایک وہ سوسائٹی ہے جس کا دفتر انجمن سلیمانیہ سمن آباد میں واقع ہے۔ مخدوم ملّت مولانا عبیداللہ انور اس کے سرپرست ہیں حضرت السید القاری محمد ظریف صاحب اس کے صدر۔ قاری صاحب لاء کالج لائبریری پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے لائبریرین ہیں۔ لاہور کی چند اہم ترین مساجد میں سے ایک مسجد خضراء سمن آباد کے خطیب۔ شہر کے جن چند خطباء کی امامت میں ہزاروں لوگ نماز عید ادا کرتے ہیں ان میں قاری صاحب کا نام سرِ فہرست ہے۔ مرنجاں مرنج شگفتہ مزاج۔ قرآن پڑھیں تو وجد کی کیفیت طاری ہو جائے، تقریر کریں تو خطباء امّت یاد آ جائیں۔

جنرل سیکرٹری میرٹھ کے مشہور شہر کے ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم حاجی ظہیر الدین شیخ ہیں۔ دہلی میں تھے تو اکابرین ملّت بالخصوص حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب دہلوی قدس سرہٗ کے ہمنشین و ہمجلیس تھے۔ ان کے دروس قرآنی میں پابندی سے شریک ہونے والے۔ پاکستان آئے تو حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ جیسے بزرگانِ نسبت سے رابطہ ہوا دو آتشہ ہو گئے۔ خدمتِ دین میں جُت گئے۔ اس ضمن میں ان کے شوقِ فراواں کا منہ بولتا ثبوت یہی ادارہ اور یہی سوسائٹی ہے نام ہے "تعلیم القرآن سوسائٹی"۔ سرکار سے رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ عمر اس ادارہ کی دس سال سے زائد ہے۔ اب اس کے ۳۰ مدارس ہیں جو شہر کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ۵ مدارس بچیوں کی دینی تعلیم کے لئے ہیں۔ یہی سوسائٹی ہے جس نے شہر کے بالغوں میں قرآن خوانی کا شوق پیدا کیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں متعدد مدارس اس ضمن میں کام کر رہے ہیں۔ امسال اڑھائی ہزار طلبہ مصروف تعلیم ہیں اور حالیہ سال میں ۳۶۱ طلباء نے کامیابی حاصل کی۔ جن میں سے ۱۲ نے تو حفظ کلام پاک کی سعادت حاصل کی ۸۷ خوش قسمت بالغان ہیں جنہوں نے اس نعمت کو حاصل کیا باقی ناظرہ پڑھنے والے چھوٹے بچے ہیں ـــــ وہ چھوٹے بچے جنہیں "معصوم کلیوں" سے موسوم

کیا جاتا ہے یہ معصوم کلیاں فی الوقت محفوظ ہیں۔ اگر انہیں معاشرہ میں پامال ہونے سے بچا لیا جائے اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے تو یہ شگفتہ پھول کل کلاں معاشرہ کو اپنی سعادتوں سے فروزاں کریں گے —— تعلیم القرآن سوسائٹی یہی فرض انجام دے رہی ہے ۱۰۵ طلبہ وہ تھے جنہوں نے اول درجہ میں کامیابی حاصل کی۔

آج یکم مئی ہے ملک میں یوم مئی کی چھٹی ہے۔ ہماری قوم کا بھی عجیب عالم ہے یکم مئی کا وہ اہتمام کرتی ہے لیکن ۴-۶ اور ۹ مئی کا اسے لحاظ نہیں۔ جس دن ٹیپو سلطان شہید ہوئے جس دن معرکہ بالاکوٹ بپا ہوا۔ جس دن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی شروع ہوئی۔ اور پھر یکم مئی منا کر غریبوں کو بہلانا کون سا کارنامہ ہے؟ اصل کارنامہ مزدور کے حقوق کا تحفظ ہے۔ بہرحال قوم یکم مئی کی بھول بھلیوں کا شکار تھی تو مسجد خضراء سمن آباد کے ہال میں معصوم بچے ادھر ادھر سے چلے آ رہے تھے ان کے اساتذہ بھی ساتھ تھے۔ ان کے علاوہ بلانوشانِ محبت کی ایک کھیپ موجود تھی۔ جلسہ کا مقصد ان عزیز طلبہ کو سندات تقسیم کرنا تھیں جنہوں نے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔

صدر جلسہ مخدوم ملت مولانا عبیداللہ انور تھے تو مہمان خصوصی کے طور پر سعودی مکتبہ دعوت کے ڈائریکٹر الشیخ عبدالعزیز نے آنا تھا وہ کسی اہم مجبوری کے سبب نہ آ سکے تو اپنا نمائندہ بھیج دیا۔ علماء میں مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی تھے۔ ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر، شاہ جمال کالونی کی جدید ترین بستی کی خوبصورت مسجد کے جی دار خطیب، مسلکی محاذ پر کاروان اہل سنّت کے نام سے ایک تحریک و تنظیم کے امیر۔ تعلیم القرآن سوسائٹی کے سلسلہ میں وہ برابر مصروف عمل رہتے ہیں پھر مولانا عبدالرؤف فاروقی تھے کاروانِ اہلسنت کے سکرٹری، قلعہ لچھمن سنگھ کے خطیب، مسلکی محاذ پر بہادرانہ کردار ادا کرنے والے۔ محترم قاری مقبول الرحمٰن قریشی تھے۔ آپ حضرت اقدس لاہوری رح کے پرانے خادم ہیں تعلیم القرآن سوسائٹی کے مدارس کے انسپکٹر —— مدارس کی تعمیر و ترقی میں ان کا مؤثر کردار ہے اور کئی بہی خواہانِ ملّت موجود تھے۔ ہر سال کی طرح امسال بھی سوسائٹی کے مدارس کے طلبہ نے حسن قرأت، تقاریر اور دینی مسائل کے مکالموں کا مظاہرہ کیا تلاوت، تقریر اور دینی مکالمہ کا پروگرام خوب تھا، طلبہ کی قسمتوں پر ناز کرنے کو جی چاہ رہا تھا ——

قرأت کے جج مسجد خضرا کے امام قاری فضل الٰہی تھے تو تقریر اور مکالمہ کے مولانا علوی —— قرأت میں عیدگاہ شاہدرہ کے حافظ حمید الحسن اوّل آئے تو خضرا مسجد اور اتحاد کالونی کے محمد ازہر اور نصیر الدین دوم اور سوم۔ تقریر میں ماچس فیکٹری شاہدرہ کے آفتاب احمد اول تو انجمن سلیمانیہ اور خضرا مسجد کے محمد اقبال اور خلیل احمد دوم اور سوم۔ دینی مکالمہ میں ماچس فیکٹری شاہدرہ کے صفی الدین اور امتیاز احمد اوّل آئے تو جامعہ محمدیہ شاہدرہ کے فتح محمد، محمد اعظم دوم اور انجمن سلیمانیہ کے محمد نعیم اور محمد نثار سوم کئی طلبہ تو ایسے تھے جنہوں نے عربی میں تقاریر کیں، مسائل کا مکالمہ عربی میں پیش کیا۔ قاری سید محمد ظریف حاجی ظہیر الدین شیخ نے رپورٹ پیش کی علماء نے وعظ فرمایا اور آخر میں مولانا عبیداللہ انور نے اول دوم سوم آنے والے عزیز طلبہ کو انعامات تقسیم کئے۔ سندات بانٹیں اور مختصر خطاب فرمایا۔ برصغیر اور دنیائے عرب میں مسلمانوں کی تعلیمی ترقی اور مختلف ادوار میں مسلمان قوم کی تعلیمی کاوشوں کا ذکر آپ نے بھرپور طریق سے کیا۔ جامعہ ازہر مصر اور دارالعلوم دیوبند کا بطور خاص ذکر کیا۔ تاتاری اقوام کے ہاتھوں بغداد کی تباہی اور

(باقی پر)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے —— مدیر

تحریک مجاہدین کے سلسلہ کی ۲ دو اہم کتابیں

سیّد بادشاہ کا قافلہ

برصغیر میں تجدید دین کا باب وا ہوا تو حضرت الامام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس کی پہلی کڑی قرار پائے بقول مولانا سندھی رحمہ اللہ تعالےٰ حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی اسی کام کی تکمیل کرنے والے تھے۔ جو کام امام مجدد نے شروع کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ رح نے جس انداز سے منصوبہ بندی کی اور ایک لائن متعین کی اس کا اگلا مرحلہ ان کے خلف الرشید امام عبدالعزیز دہلوی کا فتویٰ جہاد تھا اور برصغیر کی پہلی جہادی تحریک جس کے قائد و امام حضرت سید احمد بریلوی رحمہ اللہ تعالےٰ تھے، وہ اسی فتویٰ کی صدائے بازگشت تھی۔ ان مجاہدین نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دئے، ڈیڑھ صدی گذر جانے کے بعد بھی ان کی عظمت کم نہیں ہوتی گو کہ ایک طبقہ نے اپنی سیاہ بختی کے پیش نظر بہت کچھ کیا لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا توں توں ان حضرات کی عظمتوں کے نئے نئے پہلو سامنے آتے گئے۔ آج اس تحریک سے متعلق لٹریچر بڑی وافر تعداد میں موجود ہے جس میں سے بعض کتابیں واقعۃً کلاسیکل نوعیت کی ہیں۔ مرحوم مولانا مہر سید ابوالحسن علی ندوی ڈاکٹر قیام الدین پٹنہ یونیورسٹی، مولانا سید محمد میاں اور دوسرے متعدد حضرات ہیں جنہوں نے اس ضمن میں بنیادی ماخذ کی چھان پھٹک کر کے نئی نسل کے لئے عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا۔ اور اس معاملہ میں ہمارا مؤقف تو بالکل واضح ہے کہ اس جہادی تحریک کے بعد جو تحریک پروان چڑھی وہ ۱۸۵۷ء کی تحریک ہو یا تحریک خلافت و ہجرت و ریشمی رومال —— حتیٰ کہ برصغیر کے مختلف حصوں میں آج تک نفاذ شریعت اسلامیہ کے لئے ہونے والی جد و جہد وہی لوگ کر رہے ہیں جن کا اس قافلہ سخت جاں سے تعلق ہے اس لئے علاوہ اس لٹریچر کے جو خاص اس تحریک جہاد سے متعلق ہے۔ باقی ملّی تحاریک پر لکھی جانے والی کتابیں بھی گویا اسی سلسلہ سے متعلق ہیں اور دنیا میں جب تک حق و باطل کی یہ کشمکش جاری رہے گی اس وقت "طائفہ منصورہ" کے افراد بہر طور نبرد آزما رہیں گے اور اس نبرد آزمائی کی تفصیلات بہر طور قلمبند ہوتی رہیں گی ——

جناب آباد شاہ پوری جو ان سطور کے راقم کے ہم وطن ہیں ایک عرصہ سے قلم و قرطاس کی دنیا میں مصروف عمل ہیں علاوہ مختلف رسائل و جرائد میں لکھنے کے انہوں نے مختلف موضوعات پر مستقل کتابیں بھی لکھیں اور ایک آدھ کتاب پر (غالباً حضرت مجدد کے سیاسی مکتوبات مطبوعہ مکتبہ چراغ اسلام لاہور) ان صفحات میں تبصرہ بھی ہو چکا ہے۔ اب مجھے اپنے ایک کرمفرما جناب طالب ہاشمی صاحب کے توسط سے معلوم ہوا کہ موصوف کے اسلاف کا حضرات مجاہدین سے باقاعدہ تعلق رہا ہے۔

اس اعتبار سے مزید خوشی ہوتی اور یہ محسوس ہوا کہ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر جہاں اپنے تعلق کو زندہ جاوید بنایا ہے وہاں ایک خوشگوار فرض بھی ادا کیا ہے ——— ان کی کتاب کا انداز ذرا مختلف ہے اور ٹائیٹل کے اس جملہ کا غماز

"برصغیر میں روح پروردینی جذبوں اور کفر و باطل کے ساتھ جانگسل تصادموں کی داستان لازوال"۔

اور فہرست مضامین کا عنوان "منازل شوق" بالکل اچھوتا اور منفرد عنوان ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب کی معنویت کا مظہر ہے۔ پہلی منزل "مشہد بالاکوٹ" سے متعلق ہے تو دوسری "صادق پور" سے متعلق ہے۔ صادق پوری علماء نے امام بریلوی قدس سرہ کی تحریک مقدسہ میں جو رول ادا کیا اس کی یاد ہیں ایک دنیا کے دل میں موجود ہیں ۔ ان بلانوشانِ محبت نے اپنے امام و امیر کی شہادت کے بعد اس ضمن میں جو کام کیا اس کا بہت کم لوگوں کو علم ہے ——— آباد صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں اس عنوان پر جو کچھ لکھا ہے وہ ان کی اس تحریک لازوال سے وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ پھر تیسری منزل "انڈمان" سے متعلق ہے کہ برصغیر کا ظالم حکمران جب ان حضرات کو یہاں دبانے میں بے بس ہو گیا تو انہیں یہاں سے پکڑ پکڑ کر اس تاریک جزیرہ میں بھیجنا شروع کر دیا جہاں کی زندگی بڑی ہی کٹھن تھی لیکن آپ دیکھیں گے کہ وہ اللہ والے جنہیں آج دشمنِ دین و رسول کہا جاتا ہے کس طرح صبر و استقامت سے وقت گذار رہے ہیں۔ اس باب میں آباد صاحب نے بعض نئے ماخذوں کی مدد سے نئی چیزیں فراہم کیں جن کی اہمیت مسلّم ہے۔ اور چوتھی اور آخری منزل "چمرکنڈ" جہاں موجود مجاہدین عرصہ دراز تک انگریزی سطوت کے لئے خطرہ بنے رہے بلکہ یہ وہ چنگاری ہے جس کا اثر ملک کے مختلف حصوں میں اب تک محسوس ہوتا ہے اور کیا عجب یہی چنگاری شعلہ بن کر کفر و استبداد اور ظلمت و بدعات کے محلات کو مسمار کر دے "لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا" ——— ممکن ہے کسی مرحلہ پر آباد صاحب کے استنباطات و نتائج سے کوئی چونکے لیکن ہمارا مؤقف اس ضمن میں یہ ہے کہ بندوں کے کلام میں ایسا ہونا ہی چاہئے کہ بے عیب کلام اللہ کا ہے اور یا پھر حضور اقدس علیہ السلام کا جو گویا قرآن ہی کا بیان تھا اور جس کی حفاظت میں امت نے اپنی صلاحیتیں کھپا دیں باقی کسی کے کلام کو یہ اہمیت حاصل نہیں۔ لیکن دیکھنا اصل میں یہ حیثیت مجموعی چاہیئے اور ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس اعتبار سے آباد صاحب کا کارنامہ اپنی نوعیت کا منفرد کارنامہ ہے۔ اور ہم اس پر انہیں اور کتاب کے ناشران کو مستحق تبریک سمجھتے ہیں۔ ۔/۴۸ روپے قیمت میں البدر پبلیکیشنز ۲۳ راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور سے مل سکتی ہے۔

سرگزشت مجاہد

جماعت مجاہدین کے ایک اہم ترین رکن جناب غازی عبدالکریم چمرکنڈی مرحوم کی یہ خودنوشت آپ بیتی بھی ہے اور جگ بیتی بھی۔ چمرکنڈ وہ خطہ ہے جس کو حادثہ بالاکوٹ کے بعد مجاہدین نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور جیسا کہ ہم "سید بادشاہ کا قافلہ" کے ضمن میں عرض کر چکے ہیں ۱۸۳۱ء کی ۶ مئی کو بالاکوٹ میں انگریز ۔ ۔ بے ننگ و نام مولوی اور پیر اور خوانین کے ملی بھگت سے جو حادثہ رونما ہوا وہ ایسا نہ تھا کہ یہ آگ بالکل بجھ جائے ۔ وہ چنگاری برابر سلگتی رہی اور آج تک سلگ رہی ہے ——— حوادث روزگار نے عظمت و قیادت کے تاج کسی کو بھی پہنائے ہوں لیکن وقت بتائے گا کہ اس کے اصل مستحق کون تھے؟ اصل مستحق وہی تھے جنہوں نے گوشہ گمنامی میں رہ کر ایثار و قربانی کے وہ جوہر دکھائے کہ استبداد کی چولیں ہل گئیں۔ غازی عبدالکریم ایسے ہی لوگوں میں سے تھے ان کی یہ تحریر خدا معلوم کہاں گل سڑ جاتی کہ جناب محمد حامد نے کسی نہ کسی طرح اس کا سراغ پاکر موصوف سے رابطہ قائم کر لیا اور موصوف نے بغیر کسی حیل و حجت یہ امانت ان کے سپرد کر دی۔ انہوں نے بڑی چابکدستی، فنی مہارت اور خلوص و عقیدت سے اس داستان کو مرتب و مدوّن کر کے قوم کے سامنے پیش کر دیا۔ افسوس یہ ہے کہ چمرکنڈی صاحب مرحوم اس کی اشاعت سے پہلے ابدی راحت و آرام کے گھر پہنچ گئے ——— تاہم ہمیں خوشی ہے کہ یہ نادرۂ روزگار صحیفہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔ اس کا سہرا حامد صاحب کے سر ہے اور پھر جڑی بوٹیوں کے خواص کے ضمن میں متعدد کتابیں چھاپنے والے ادارے "ادارہ مطبوعات سلیمانی" کے سر کہ انہوں نے بڑی خوبصورتی سے اس کو چھپوا دیا۔

جماعت مجاہدین کی صدی بھر کی محنتوں کا ریکارڈ اس کتاب میں آپ کو ملے گا۔ لکھنے والا وہ ہے جو ہر نشیب و فراز میں برابر کا شریک رہا اور اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ——— اس بندہ خدا کے حافظہ کی سلامتی اور واقعات کی محفوظیت کا اندازہ تو کتاب پڑھ کر ہو جائے گا کہ کس طرح عمر کے آخری حصہ میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے بہرہ ور تھے۔ بہر طور ہمیں بیحد خوشی ہے کہ یہ صحیفۂ عزم و ہمت سامنے آ گیا۔ حامد صاحب اور ادارہ مطبوعات سلیمانی ۴۰ بی اردو بازار لاہور مستحق تبریک ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ ان کتابوں کا زبردست خیر مقدم کرے گی۔ قیمت ۱۰ روپے

طبِ یونانی میں ٹی بی کا شافی علاج موجود ہے

استاذ الحکماء علامہ حکیم آزاد شیرازی سابق پرنسپل طبیہ کالج شاہدرہ لاہور

گزشتہ ہفتے لاہور میں پاکستان ٹی بی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں بڑے نامی ڈاکٹر حضرات نے تقریریں فرمائیں۔ صدرِ پاکستان جناب ضیاء الحق بالقابہ کے مشیرِ صحت جناب ڈاکٹر بشارت جذبی اس کانفرنس کے رُوح رواں تھے۔ کانفرنس میں ٹی بی کے انسداد کے متعدد منصوبے اور تجاویز معرضِ بحث میں آئے اور آخرکار "نشستند و گفتند و برخاستند" کے انداز میں کانفرنس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ یہ کانفرنس پاکستان میں پہلی مرتبہ انعقاد پذیر نہیں ہوئی، بلکہ کم و بیش ہر سال نہایت دُھوم دھام اور دھواں دار تقریروں کے ساتھ گزشتہ رُبع صدی سے منعقد ہو رہی ہے اور آج تک جتنی کانفرنسیں ہوئیں ان میں ایلوپیتھ طریقِ علاج کے ماہرین ہی نے شرکت فرمائی۔ کسی آیورویدک معالج کسی یونانی طبیب یا کسی ہومیوپیتھ ڈاکٹر کو اس کانفرنس میں نہ کبھی شریک کیا گیا نہ انہیں اس لائق گردانا گیا کہ اس سلسلے میں وہ ملک و قوم کی کوئی خدمت کر سکتے ہیں۔

راقم الحروف کا خیال تھا کہ اس مرتبہ ٹی بی کانفرنس میں طبِ مشرق کے حاملین کو عموماً اور صدرِ پاکستان کے مشیرِ طبّ جناب حکیم حافظ محمد سعید دہلوی (ہمدرد دواخانہ) اور محترم علامہ حکیم نیّر واسطی مدظلہ العالی کو خصوصاً شریک کیا جائے گا، کیونکہ صدرِ پاکستان نہ صرف یہ کہ طب یونانی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، بلکہ وہ اسے طب اسلامی کا پاکیزہ نام بھی دے چکے ہیں۔ لیکن افسوس ع

خود غلط بود آنچہ من پنداشتم

آج سے پچیس برس پیشتر

۱۹۵۸ء میں جو ٹی بی کانفرنس صدرِ پاکستان جنرل محمد ایوب خاں مرحوم کے دور میں منعقد ہوئی اس کے سٹیج سے اس زمانے کے وزیر صحت جناب لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر برکی صاحب نے یونانی طبیبوں کو بھی دعوت دی تھی کہ وہ بھی ٹی بی کے انسداد اور اس فوری مرض کے علاج کے سلسلے میں تحقیقات کریں اور اس مرض کا کوئی موثر علاج ان کے پاس موجود ہے تو پیش کریں ۔ اس پر عصرِ حاضر کی ایک نابغۂ روزگار طبی شخصیت، حکیم انقلاب جناب دوست محمد صابر ملتانی (موجد نظریۂ مفرد اعضاء) نے نہ صرف یہ کہ برکی صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہوئے ٹی بی ایک انتہائی آسان اور سستا یقینی نسخہ قوم کے سامنے پیش کیا، بلکہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک سو روپے انعام دینے کا اعلان بھی کیا ۔ اور ٹی بی پر ایک کتابچہ اکتوبر نومبر ۱۹۵۹ء میں اس چیلنج کے ساتھ شائع کیا کہ اگر ٹی بی کو ذہن نشین کرانے سمجھانے، اس کا علاج دوا اور غذا پر عام فہم تحقیقاتی اور علمی طور پر (سائنٹفک) کوئی ایسی کتاب کسی بھی طریقِ علاج میں لکھی گئی ہو ۔ حتیٰ کہ امریکہ، برطانیہ، روس اور چین جیسے انتہائی سائنسی ملکوں میں ایسی تحقیق اور تدقیق کی گئی ہو تو یہ ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ سو روپے انعام دیا جائے گا۔

حکیم انقلاب مرحوم نے اس موقع پر لکھا کہ "آجکل لاہور میں فرنگی ڈاکٹروں کی جو ٹی بی کانفرنس ہو رہی ہے یہ کوئی پہلی کانفرنس نہیں ۔ پاک و ہند، بلکہ یورپ اور امریکہ میں ایسی بے شمار کانفرنسیں ہو چکی ہیں اور ان کی کاروائی پر عملدر آمد بھی ہو چکا ہے ۔ بے شمار لیبارٹریاں، تحقیقاتی ادارے، خصوصی ٹی بی ہسپتال ریسرچ سنٹرز قائم کئے گئے ۔ جن کے نتیجے میں سینکڑوں ادویات ایجاد ہو چکی ہیں، مگر تا حال نہ کوئی دوا اور نہ کوئی بے خطا انجکشن تیار کیا جا سکا ہے۔"

ان حالات میں حکیم صابر صاحب ملتانی نے اپنی سالہا سال کی معالجاتی تحقیق کے نتیجے میں اپنا ایک تحقیقی نسخہ پیش کیا جو ٹی بی کی ہر قسم اور ہر سٹیج کے لیے مفید ہے ۔ غلط ثابت کرنے والے کو سو روپے انعام کا بھی اعلان کیا ۔

حکیم صابر ملتانی مرحوم نے صدرِ پاکستان جنرل محمد ایوب خاں مرحوم کی خدمت میں ایک طویل عرضداشت بھی پیش کی ۔ جس میں کہا گیا "کہ اگر حکومت مزید تسلی چاہتی ہے تو وہ تین ہائیکورٹ کے ججوں کی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دے اور اس کے ساتھ ڈاکٹروں کی پوری ٹیم ہو ۔ ہم انشاء اللہ ثابت کر دیں گے کہ فرنگی طب تپ دق اور سل کے علاج میں ناکام ہے، بلکہ فرنگی طب ان سائنٹفک (غیر علمی) طریقِ علاج ہے ۔ اگر ہم یہ ثابت نہ کر سکیں تو حکومت جو چاہے ہم کو سزا دے سکتی ہے۔"

لیکن ع "صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں" کے مصداق حکیم صابر ملتانی مرحوم کی یہ ندائے انقلاب صدا بصحرا ثابت ہوئی ۔

حکیم انقلاب مرحوم نے دلائل سے ثابت کیا کہ موجودہ قسم کا ٹی بی فرنگی حکومت فرنگی طریقِ علاج اور فرنگی ادویات کی پیداوار ہے ۔ مرحوم نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ بکری کے خون میں دق و سل (ٹی بی) کے جراثیم کو فنا کرنے کی زبردست طاقت ہے ۔ اس لیے اس کا دودھ اور گوشت استعمال کرنے والوں کو کبھی ٹی بی نہیں ہو سکتی ۔ اور ٹی بی کا مریض اگر جملہ غذا ترک کر کے صرف بکری کے گوشت کا شوربا اور دودھ پینا شروع کر دے تو وہ صحت یاب ہو سکتا ہے ۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ روزانہ آلو کھانے سے انسان ٹی بی میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ مرحوم نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ برتھ کنٹرول سے مرد پاگل اور عورتیں ٹی بی کی مریضہ بن جاتی ہیں ۔ غرض اسّی صفحات کے اس کتابچے میں حکیم انقلاب مرحوم نے اپنے تجربات مشاہدات اور تحقیقات کی بنیاد پر ٹی بی کے بارے میں بیش بہا معلومات دنیا کے سامنے پیش کیں ۔ گویا کوزے میں سمندر بند کر دیا ۔ لیکن بُرا ہو تعصب ضد اور ہٹ دھرمی کا کہ مرحوم کی آواز کو نہ ارباب اقتدار نے سُنا نہ ایلوپیتھ ڈاکٹر حضرات نے اور نہ طب مشرق کے پیشہ ور نام نہاد قائدین نے اس کی پذیرائی کی ۔ راقم الحروف ان دنوں پاکستان آیورویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کی تحقیقاتی کمیٹی کا سیکرٹری اور طبی کانفرنس کی مجلسِ عاملہ کا رکن تھا ۔ میں نے حکیم انقلاب کا مجوزہ نسخہ تیار کر کے ٹی بی کے متعدد مریضوں کو استعمال کرایا اور اس مفت کے نسخے کے معجزنما شفائی اثرات کا بچشم حیرت

مشاہدہ کیا۔ چنانچہ بندہ نے طبی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں یہ تجویز پیش کی کہ وزیر صحت برکی صاحب اور صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خاں صاحب کو حکیم صابر ملتانی کا نسخہ جملہ قائدین طبی کانفرنس اپنی کامل تائید کے ساتھ پیش کیا۔ لیکن میرے جملہ قابلِ احترام بزرگوں نے میری تجویز کو صرف اس لیے شرف قبولیت نہ بخشا کہ یہ نسخہ حکیم صابر ملتانی صاحب کا پیش کردہ تھا جو طبی کانفرنس کے رُکن بھی نہ تھے اور طبیبوں کی ٹولی لنگڑی قسم کی رجسٹریشن کے بھی مخالف تھے۔ افسوس کہ ہمارے قائدین فن طب اور خدمتِ انسانیت کے لیے اپنی ذات اور شخصیت کی قربانی پیش نہ کر سکے۔

اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ حکیم صاحب کا یہ نسخہ بھارت کے سرکاری ہسپتالوں میں رائج ہو چکا ہے اور پاکستان نے اپنے اس مایۂ ناز فرزند کی قدر نہ کی۔ جیسے طبیہ کالج شاہدرہ کے فارغ التحصیل ہزاروی طبیب بھارت میں مستند المبار قرار دیے گئے ہیں، لیکن پاکستان میں یہ طبیہ کالج بھی سیاست کی قربان گاہ پر ذبح کر دیا گیا۔ حالانکہ اس کالج میں علامہ حکیم نیرّ واسطی صاحب جیسی شخصیت پروفیسر رہی۔ حکیم انقلاب بھی مدّت تک اس کالج میں پرنسپل رہے۔

راقم الحروف حکیم انقلاب مرحوم کا صدقہ جاریہ سمجھتے ہوئے گزشتہ بیس برس سے ان کا تجویز کردہ نسخہ ٹی بی کے مریضوں میں مفت تقسیم کرنے کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

ہوالشافی

۱۔ آک کا تازہ دودھ ایک تولہ۔

۲۔ خالص ہلدی کا سفوف پندرہ تولے۔

ہلدی کے باریک سفوف میں آک کا دودھ ڈال کر دس پندرہ منٹ تک کھرل کریں کہ یکجان ہو جائیں نسخہ تیار ہے۔

ترکیب استعمال

جن مریضوں کو قبض ہو انہیں نصف ماشہ سے ایک ماشہ تک۔ جنہیں اسہال کا عارضہ ہو ایک رتی سے دو رتی تک جنہیں پیچس کی شکایت ہو انہیں تین چار رتی تک نیم گرم پانی سے ہر تین گھنٹے بعد کھلائیں۔ انشاءاللہ فائدہ ہو گا۔

غذا

غذا محلول (گلوکوئیڈ) ہو۔ غذا میں تیسرا حصہ خالص دیسی گھی استعمال کریں۔ غذا بغیر سخت بھوک کے نہ کھائیں۔ بکری کا دودھ، شوربا، گوشت بکری، سبزی گوشت کا شوربا، چائے، پھلوں کا رس وغیرہ۔ جب مریض صحت یاب ہونے لگے تو مونگ کی دال، حلوا گاجر، حلوا پیٹھا وغیرہ جس میں خالص دیسی گھی کی مقدار تیسرا حصہ ہونی چاہیئے دے سکتے ہیں۔

افعال و اثرات

صرف تین روز کے اندر خون آنا بند ہو جاتا ہے۔ ہفتے کے اندر کھانسی اور بخار کم ہونے لگتے ہیں۔ رفتہ رفتہ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ پاخانہ باقاعدہ ہو جاتا ہے۔

تین ہفتوں بعد طاقت پیدا ایک ماہ بعد مریض تندرست

حکیم انقلاب مرحوم کا نسخہ نہیں۔ طب یونانی میں کے بے شمار نسخے موجود ہیں حاذق حکیم موقع و محل کی استعمال کرا کے مریضوں کو اس موذی سے نجات دلا سکتا ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ "ایک عورت جو اس مرض میں مبتلا تھی بیس سال تک زندہ رہی۔"

حکیم جالینوس کہتا ہے کہ "جس شخص کو پھیپھڑے سے خون آیا اور میں نے اس کا علاج کیا وہ تندرست ہو گیا۔"

سفوف سرطانی ٹی بی کے لیے نہایت مؤثر اور مُفید ہے۔ گلقند کا کھانا بھی شیخ الرئیس بوعلی سینا کا کامیاب معمول مطب رہا۔ بشرطیکہ گلقند تازہ اسی سال کا بنا ہوا ہو، لیکن بہت زیادہ کھلائیں۔ حتیٰ کہ روٹی بھی گلقند کے ساتھ کھلائیں بشرطیکہ اسہال نہ آنے لگیں۔

راقم الحروف کی ہمشیرہ (جس کی عمر اسوقت ۵۴ برس ہے) آج سے چالیس برس پہلے ٹی بی میں مبتلا ہوئی۔ اس وقت کے جُبّہ مشہور ڈاکٹر حضرات نے اس کے علاج سے عا[illegible] کر اسے لا علاج قرار دیا، لیکن لاہور [illegible] ایک وید بخشی دریائی مل کے مفت کے علاج [illegible] صحتیاب ہوئی اور تمام ڈاکٹر حیران اور ششدر رہ گئے۔ ایسے تمام خادمان خلق خدا پر اللہ تعا[illegible] کی رحمتیں نازل ہوں۔ آمین۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

نمبر ۶۴۹۸۴ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۴۰۷

موسم بہار آگیا

مرکز علوم قرآنی مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں

دورۂ تفسیر قرآنی کا شاندار افتتاح

۷ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۸۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر

مخدوم العلماء حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی زید مجدہم

اور

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

فرمائیں گے

دو ماہ کی اس کلاس میں حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور اور مولانا حمید الرحمٰن کے ساتھ حضرت العلامہ مولانا عبدالستار تونسوی اور حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر خصوصی لیکچر دیں گے۔

علامہ تونسوی کے لیکچر	۱۸ جون سے ۲۴ جون تک
مولانا عبدالرحیم اشعر کے لیکچر	۲۳ جون تا ۲ جولائی ہوں گے

انشاء اللہ تعالےٰ

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

ناظم انجمن خدام الدین لاہور